www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

غازی عزیر

- وحی اور اقسامِ وحی — وحی متلو اور غیر متلو میں فرق
- رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلمِ شریعت
- اللہ نے تاکید اً مکمل اطاعتِ رسول کا حکم فرمایا ہے
- حدیثِ نبوی کا منکر کافر ہے
- قرآن میں مذکور لفظ الحکمۃ کے معنی سنت ہیں
- سنتِ نبوی بھی وحی پر مبنی ہے
- سنتِ نبوی بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے
- اصولِ شریعت میں حدیث و سنت کی ثانوی حیثیت ناقابلِ قبول ہے
- عدم اتباعِ سنت، انکارِ رسالت کے مترادف ہے

وحی اور اقسامِ وحی

لغوی اعتبار سے کسی چیز کی خفیہ طور پر اور جلدی اطلاع دینا "وحی" کہلاتا ہے۔ چونکہ اس میں اخفاء کا مفہوم شامل ہوتا ہے، اس لئے ائمہ لغت کے نزدیک کتابت، رمز و اشارہ اور خفیہ کلام سب "وحی" کی تعریف میں آتا ہے۔ لیکن "وحی" کا اصطلاحی مفہوم، اس لغوی معنی کی نسبت خاص ہے۔ شرعی اصطلاح میں وحی سے مراد اللہ عزوجل کا اپنے منتخب انبیاء کو اخبار و احکام سے اس خفیہ طریقہ پر مطلع کرنا ہے جس سے ان کو قطعی و یقینی علم حاصل ہو جائے کہ یہ اخبار و احکام منجانب اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ اصطلاحی معنی میں "وحی" کا مصدر و ماخذ اللہ عزوجل اور اس کا مورد انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ قرآن میں کسی منتخب نبی پر "وحی" بھیجنے کے تین طریقے مذکور ہیں:

﴿ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ﴾ (۱)

"اور کسی بشر کی یہ مجال نہیں کہ اللہ اس سے ہمکلام ہو مگر (۱) وحی (الہام) کے ذریعہ یا (۲) حجاب کی آڑ سے یا (۳) کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ وہ اس کے حکم سے جو اس کو منظور ہو بصورتِ وحی پیغام دے جائے"

قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق بھی "وحی" کی یہ صورت مذکور ہے:

﴿ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴾ (۲)

"اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے، اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے۔ آپ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ من جملہ ڈرانے والوں میں سے ہوں" ـــــ اور

﴿ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ﴾ (۳)

"اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس بھی اپنا حکم وحی کیا۔"

لیکن یہاں ﴿ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ﴾ سے مراد صرف قرآن کریم نہیں ہے بلکہ "وحی" کا وہ حصہ بھی ہے جو الفاظ کی بجائے معانی میں نازل ہوا اور جزوِ قرآن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴾ (۴)

"ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جس طرح کہ ہم نے وحی بھیجی تھی حضرت نوحؑ اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کی طرف اور ہم نے حضرات ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، ان کی اولاد عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف وحی بھیجی اور ہم نے حضرت داوٗدؑ کو زبور عطا کی"

عام مسلمان بھی جانتا ہے کہ ان انبیاء میں سے اللہ عزوجل نے صرف حضرات ابراہیم، عیسیٰ، داوٗد اور محمد علیہم السلام کو "کتاب" عطا فرمائی تھی۔ دوسرے تمام انبیاء جن کا آیتِ بالا میں ذکر ہے ان کو جو "وحی" اللہ عزوجل کی جانب سے بھیجی گئی تھی، وہ ان چار صحفِ سماوی کی طرح متلو نہ تھی بلکہ ان کی حیثیت غیر متلو کی تھی۔

چونکہ اصطلاحاً "وحی" کے معنی "موحیٰ بہ" (یعنی وہ احکام جو بذریعہ وحی نازل ہوتے ہیں) کے ہیں۔ لہٰذا سورۃ النساء کی اس آیت کی روشنی میں "وحی" کی دو قسمیں ہوئیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(۱) وحی متلو ـــــ (۲) وحی غیر متلو

"وحی" کی ان اقسام کے متعلق امام ابن حزم اندلسیؒ فرماتے ہیں:

"ہم پر یہ چیز واضح ہو چکی ہے کہ شریعت میں قرآن اصل المرجوع ہے لیکن جب ہم اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اس میں رسول اللہ ﷺ کے احکام کی اطاعت کا واجب ہونا بھی ملتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف میں اللہ عزوجل کا یہ ارشاد بھی نظر آتا ہے: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ "اور نہ آپ ﷺ اپنی خواہشِ نفسانی سے باتیں بناتے ہیں، ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔" (۵) ـــــ پس اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی اپنے رسول ﷺ کی طرف بھیجی گئی وحی دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم: وحی متلو جو مؤلف تالیفا اور معجز النظام یعنی قرآنِ کریم ہے۔

دوسری قسم: وہ وحی جو مروی و منقول، غیر مؤلف، غیر معجز النظام اور غیر متلو ہے۔ وحی کی یہ قسم رسول اللہ ﷺ، جو ہمارے لئے اللہ عزوجل کی مراد و منشاء کے مبین تھے، سے مروی اخبار پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ (۶) ـــــ اور ہم یہ بھی پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اس دوسری قسم کی وحی کی اطاعت بھی پہلی قسم کی وحی (یعنی قرآن کریم) کی طرح بلا تمیز واجب کی ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ﴾ (۷، ۸)

اور علامہ مفتی محمد شفیع صاحب "معارفُ القرآن" میں "قرآن و سنت کی حقیقت" کے زیرِ عنوان لکھتے ہیں:

"اس سے اس کلام کی حقیقت معلوم ہو گئی جو بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ وحی کی دو قسمیں ہیں: متلو (جو تلاوت کی جاتی ہے) اور غیر متلو (جو تلاوت نہیں کی جاتی) وحی متلو قرآن کا نام ہے جس کے معانی اور الفاظ دونوں اللہ کی جانب سے ہیں اور غیر متلو حدیثِ رسول ﷺ کا نام ہے، جن کے الفاظ آنحضرت ﷺ کے ہیں اور معانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں" (۹)

(۱) وحی متلو: وحی متلو سے قرآن کریم مراد ہے جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہوتا ہے۔ یہ نبی ﷺ کی رسالتِ صادقہ کی زندہ دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ اس وحی میں تصرف کا کسی کو اختیار نہیں ہے، ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴾ (۱۰)

"یہ قرآن رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ روح الامین اس کو لے کر اترے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی حفاظت و صیانت کی ذمہ داری خود اللہ عزوجل نے لے رکھی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ (۱۱)

"بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں"

اس "وحی" کی یہ عظیم خصوصیت ہے کہ اس کی تلاوت حالتِ نماز اور خارج از نماز دونوں صورتوں میں عبادت اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔ اسکی روایت بالمعنی قطعاً جائز نہیں۔ وحی کی یہ قسم بہر اعتبار معجزہ ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ﴾ (۱۲)

"یعنی کہہ دیجئے کہ اگر (تمام) انسان اور جنات جمع ہو کر بھی قرآن کی مثل لانا چاہیں تو نہ لا سکیں گے (اگرچہ) وہ ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں"

(۲) وحی غیر متلو: اس سے مراد "وحی" کا وہ حصہ ہے جو کتاب اللہ کا جزو نہ ہو اور نہ ہی جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ اسے آپ سنن نبوی کہہ سکتے ہیں۔ جس کی دلیل یہ آیات ہیں:

﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴾ (۱۳) ——— اور

﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ﴾ (۱۴)

وحی متلو و غیر متلو میں فرق

قرآن مجید اور سنتِ نبوی، دونوں کے مبنی بر وحی ہونے کے باوجود، ان دونوں کے مابین مندرجہ ذیل اعتبار سے فرق پایا جاتا ہے:

(۱) قرآن کے برخلاف حدیث کے معانی و مطالب نبی ﷺ پر نازل ہوتے ہیں جنہیں آپؐ اپنے الفاظ میں بیان کردیتے ہیں۔

(۲) قرآن کے برخلاف حدیث کی روایت بالمعنی اکثر صحابہ و محدثین کے نزدیک جائز رہی ہے۔

(۳) قرآن کے برخلاف حدیث کے الفاظ اعجاز سے خالی ہیں۔

(۴) قرآن کے برخلاف حدیث کے الفاظ کی تلاوت شاملِ عبادت نہیں ہے۔

(۵) قرآن کے برخلاف حدیث، رسول ﷺ پر خواب و بیداری ہر دو حالتوں میں نازل ہوئی ہے۔

(۶) قرآن کے برخلاف حدیث کے الفاظ جبریلؑ کی وساطت کے بغیر بھی نازل ہوئے ہیں۔

(۷) اگرچہ قرآن و سنت دونوں افصح الکلام ہیں لیکن قرآن کے برخلاف حدیث کے مثل لے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنے کا چیلنج نہیں کیا گیا ہے۔

(۸) اگرچہ قرآن و سنت دونوں کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ عزوجل نے لی ہے لیکن قرآن کے برخلاف حدیث کے الفاظ لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے نہیں ہیں۔

وحی کے کچھ حصہ کو "الفاظ" میں اور کچھ کو "معانی" میں نازل کئے جانے کی مصلحت

اللہ عزوجل نے تمام سابقہ شریعتوں پر شریعتِ محمدی کو دیگر فضائل کے علاوہ ایک اہم فضیلت یہ بھی بخشی ہے کہ اپنے نازل کردہ احکام کے کچھ حصہ کو "الفاظ" کے ساتھ نازل فرمایا اور کچھ کو "معانی" کے ساتھ۔ یہ اس کی انتہائی رحمت و حکمت کا ہی تقاضہ تھا کہ اس نے وحی کو اس طرح دو اقسام میں تقسیم فرما دیا۔ اس کی ایک قسم، جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، وہ ہے جس کی روایت بالمعنی جائز نہیں بلکہ اصل منزل الفاظ کا التزام ہی ضروری ہے جبکہ وحی کی دوسری قسم کی روایت بالمعنی ان لوگوں کے لئے جائز ہے جو اس کی اہلیت سے بہرہ ور ہوں۔ اس طرح گویا اللہ تعالیٰ نے دراصل اپنے بندوں پر اپنی عنایاتِ خصوصی سے تنگی و تکلیف کا ازالہ فرمایا ہے۔ چونکہ حدیث سے اصل الفاظ کا التزام اور اس کی تلاوت مقصود نہیں ہوتی بلکہ اصلی مراد و مطلوب تو اس کا مضمون ہوتا ہے لہٰذا سنت کے الفاظ کو معنی کی علامت ٹھہرانے سے امتِ مسلمہ کو جو سہولت میسر آسکی ہے، وہ کسی ذی شعور پر مخفی نہیں۔ بالفاظ دیگر یہ کہا جاسکتا ہے کہ وحی کی اس تقسیم میں تحفظِ شریعت، سہولتِ امت اور اتمامِ حجت کا راز پوشیدہ ہے۔ اگر وحی کی ہردو صنف میں قرآن کریم کی طرح ہی منزل الفاظ کا التزام و اہتمام ضروری ہوتا تو انسانی زندگی کے اُمور جس قدر کثیر ہیں، وہ کسی ایک کتاب میں نہیں سما پاتے بلکہ ان کے لئے تو کئی ضخیم دفاتر درکار ہوتے۔ ایسی صورت میں بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ امت کس قدر بڑی دشواری میں مبتلا ہو سکتی تھی، عین ممکن تھا کہ وہ اس عظیم ذمہ داری سے بطریقِ احسن عہدہ برآنہ ہوسکتی۔

رسول اللہ ﷺ بحیثیت معلّمِ شریعت

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو نبوت و رسالت سے مشرف فرما کر آپ پر قرآن کریم نازل کیا اور بحیثیتِ معلم، اس کی تشریح و توضیح کو آپ ﷺ کا فریضہ منصبی قرار دیا، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(ا) ﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ [۱۵]

"اور ہم نے آپ پر ذکر کو اس لئے نازل کیا تاکہ آپ انسانوں کے لئے اسے کھول کر بیان کردیں جو کچھ ان لوگوں کی طرف اُتارا گیا ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) ﴿ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمْ ﴾ [۱۶]

"ہم نے آپ پر کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ آپ لوگوں کے لئے اس کی تبیین و توضیح فرمادیں"

(۳) ﴿ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴾ [۱۷]

"بے شک ہمارے ذمہ اس کا جمع کرنا اور پڑھا دینا ہے پس جب ہم اس کو پڑھ دیں تو آپ اس کی اتباع کریں، پھر بے شک ہمارے ذمہ اس کا بیان بھی ہے۔"

(۴) ﴿ لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ [۱۸]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، ان کو سنوارتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے"

(۵) ﴿ إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ ﴾ [۱۹]

"ہم نے آپ کی جانب کتاب کو حق کے ساتھ نازل فرمایا تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس چیز کے ساتھ فیصلہ کر سکیں جو اللہ عزوجل نے آپ کو دکھائی ہے"

(۶) ﴿ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴾ [۲۰]

"جن لوگوں نے کتاب اللہ اور ان چیزوں کو جھٹلایا جس کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا ہے تو وہ (عنقریب اپنے انجام بد کو) جان لیں گے۔"

(۶) ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ [۲۱]

"آپ ﷺ اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ ان کا کلام تو نرا وحی ہوتا ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے"

حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں:

"بَعْدَ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ سُنَنُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَهِيَ الْمُبَيِّنَةُ لِمُرَادِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُجْمَلَاتِ كِتَابِهِ وَالدَّالَّةُ عَلَىٰ حُدُوْدِهِ وَالْمُفَسِّرَةُ لَهُ.... الخ" [۲۲]

یعنی "اللہ عزوجل کی کتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنن ہیں جو کتاب اللہ کے مجملات سے اللہ عزوجل کی مراد بیان کرتی ہیں، اس کی حدود پر دلالت کرتی اور اس کی تفسیر و توضیح کرتی ہیں"

امام شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"فكانت السنة بمنزلة التفسير والشرح لمعاني احكام الكتاب" [۲۳]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سنت کتاب اللہ کے احکام کے معانی کے لئے تفسیر و تشریح کا درجہ رکھتی ہے"

"مرقاۃ" میں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ آں رحمہ اللہ نے فرمایا:

"جن چیزوں کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے وہ سب آپ کے فہم قرآن سے ماخوذ ہیں جیسا کہ آں ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے: "انی لا احل الا ما احل اللہ فی کتابہ ولا احرم الا ما حرم اللہ فی کتابہ" (یعنی میں حلال نہیں کرتا مگر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا ہے اور نہ حرام کرتا ہوں مگر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا ہے)

امام شافعیؒ مزید فرماتے ہیں: "جمیع ما تقولہ الائمۃ شرح للسنۃ و جمیع السنۃ شرح للقرآن" (یعنی ائمہ جو تمام چیزیں بیان کرتے ہیں وہ سنت کی شرح ہیں اور تمام سنت قرآن کی شرح ہے)"

امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک اور قول ہے:

"ما نزل بأحد من الدین نازلۃ الا وھی فی کتاب اللہ تعالی" (۲۴)

علامہ خطابیؒ کا قول ہے:

"لا خلاف فی وجوب افعالہ ﷺ التی ھی لبیان مجمل الکتاب" (۲۵)

یعنی "نبی ﷺ کے افعال جو کہ مجملات قرآن کے بیان سے عبارت ہیں، کے وجوب کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے"

جناب مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد یہ قرار دیا کہ وہ قرآن کریم کے معنی و احکام کی شرح کرکے بیان فرمائیں۔ ارشاد ہے ﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ یعنی "ہم نے آپ کو اس لئے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کے سامنے اللہ کی نازل کردہ آیات کے مطالب بیان فرمائیں" تعلیم کتاب کے ساتھ آپؐ کے فرائض میں دوسری چیز تعلیمِ حکمت بھی رکھی گئی ہے ___ اس آیت میں اور اس کے ہم معنی دوسری آیات میں صحابہ و تابعین نے حکمت کی تفسیر سنتِ رسول اللہ ﷺ سے کی ہے جس سے واضح ہوا کہ رسول کریم ﷺ کے ذمہ جس طرح معانی قرآن کا سمجھانا بتلانا فرض ہے، اسی طرح پیغمبرانہ تربیت کے اصول و آداب جن کا نام سنت ہے' اُن کی تعلیم بھی آپ ﷺ کے فرائضِ منصبی میں داخل ہے اور اس لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "انما بعثت مُعلّما" ___ میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، الخ" (۲۶)

جناب حمید الدین فراہیؒ صاحب رسول اللہ ﷺ کی تشریعی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب "احکام الاصول" میں لکھتے ہیں:

"اللہ تعالٰی نے نبی ﷺ کو شریعت کی تعلیم کے لئے مبعوث فرمایا تو حکمت اور اسرارِ شریعت کی تعلیم بھی آپ کے فرائض منصبی میں داخل کر دی تاکہ امت اجتہاد کے قابل ہو سکے۔ اپنی عقلوں کو استعمال کرنا سیکھے اور ظاہری و باطنی دلائل سے استدلال کر سکے۔ پس حضور ﷺ ہمارے لئے کتاب اللہ کی تبیین کرتے تھے تاکہ ہم پر قرآن کے اشارات پر تفکر و تدبر کا منہاج واضح ہو۔" (۲۷)

جناب فراہی" تفسیر قرآن کے متعلق ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کتاب اللہ کے مبین و مفسر تھے، اس لئے شرائع ہوں یا عقائد، آپ کی تاویلات ایک مفسر کے لئے علم کی مضبوط ترین بنیاد ہیں۔" (۲۸)

آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

"پہلی چیز جو قرآن کی تفسیر میں مرجع کا کام دے سکتی ہے، خود قرآن ہے۔ اس کے بعد نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب کا فہم ہے۔ پس میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھے سب سے زیادہ محبوب وہی تفسیر ہے جو پیغمبرؐ اور صحابہ سے مروی ہو۔" (۲۹)

اور جناب فراہی کے خلیفہ محترم امین احسن اصلاحی صاحب فرماتے ہیں:

" ـــــ قرآن مجید اور شریعت کی اصطلاحات کا مفہوم بیان کرنے کا حق صرف صاحبِ وحی محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو ہے۔ آپ جس طرح اس کتاب کے لانے والے تھے اسی طرح اس کے معلم اور مبین بھی تھے اور یہ تعلیم و تبیین آپ کے فریضہ رسالت ہی کا ایک حصہ تھی۔ الخ" (۳۰)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ـــــ "قرآن مجید اور شریعت کی اصطلاحات کے معنی بیان کرنے کا حق آنحضرت ﷺ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔ الخ" (۳۱)

آں محترم ایک مقام پر منکرینِ سنت پر سخت تنقید کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ زندگی کے ہر گوشے میں اتباع کے لئے کامل نمونہ ہیں۔ دین سے متعلق جو احکام اور آداب ہمیں سیکھنے چاہئیں، وہ سب آپ نے اپنی عملی زندگی سے ہمیں بتائے اور سکھائے۔ منکرین سنت کا یہ کہنا کہ نبی ﷺ کی حیثیت ایک خط پہنچا دینے والے قاصد کی ہے، بالکل لغو اور بے بنیاد ہے۔ آپ ﷺ صرف کتاب اللہ کے پہنچا دینے والے ہی نہیں، بلکہ معلمِ شریعت اور مُزکّی نفوس بھی ہیں۔ آپ ﷺ کی زندگی ہمارے لئے کامل نمونہ ہے جس کی ہر شعبہ میں پیروی کر کے ہی ہم اپنے آپ کو ایمان اور اسلام کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سانچہ میں ڈھال سکتے ہیں۔" (۳۲)

اور جناب جاوید احمد غامدی صاحب سورۃ النحل کی آیت: ۴۴ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس آیت میں یہ بات صاف الفاظ میں فرمائی گئی ہے کہ خالقِ کائنات نے اپنا یہ فرمان محض اس لئے پیغمبر کی وساطت سے نازل کیا ہے کہ وہ لوگوں کے لئے اس کی تبیین کرے۔ گویا تبیین یا بیان پیغمبر کی منصبی ذمہ داری بھی ہے اور اس کے لازمی نتیجے کے طور پر اس کا حق بھی جو اسے خود پروردگار عالم نے دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر مامور من اللہ، مُبین کتاب ہے۔" (میزان جلد نمبر۱ صفحہ ۸۳)

اللہ تعالیٰ نے تاکیداً مکمل اطاعتِ رسول کا حکم فرمایا ہے

رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا معلّمِ شریعت کی حیثیت کے پیش نظر ہی قرآن کریم میں تقریباً چالیس مقامات پر رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت کا ذکر مختلف انداز سے آیا ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ رسالت کا اصل منشاء و مقصود ہی اطاعتِ رسول ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ﴾ (۳۳)

"اور ہم نے تمام رسولوں کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے کہ بحکم الٰہی، ان کی اطاعت کی جائے" ـــــ اور

(۲) ﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴾ (۳۴)

"(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر وہ لوگ پیٹھ پھیریں تو اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔"

علامہ طبریؒ فرماتے ہیں:

"اہل تاویل کا ﴿ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ﴾ کے معنی کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی سنت کی اتباع کا حکم ہے۔" بعض دوسرے علماء کا قول ہے کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آپ کی زندگی میں اطاعتِ رسول کا حکم ہے" لیکن اس بارے میں یہ کہنا زیادہ صواب ہے کہ "یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے رسول کی زندگی میں امر و نہی کے متعلق اس کی اطاعت کا اور اس کی وفات کے بعد اس کی سنت کی اتباع کا حکم ہے"۔ چونکہ یہ حکم کسی ایک حال کے لئے خاص نہیں ہے لہٰذا عموم پر ہی باقی رہے گا حتی کہ کوئی لائقِ تسلیم چیز اس کی تخصیص کردے۔" (۳۵)

(۳) نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلاً وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا، مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴾ (۳۶)

"ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، اس کی شہادت کے لئے اللہ کافی ہے۔ جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو پیٹھ پھیرے تو ہم نے آپ کو ان کا محافظ بنا کر نہیں بھیجا ہے۔"

یہی بات احادیث میں یوں مروی ہے:

(۱) "من أطاعني فقد أطاع الله ومن عصاني فقد عصى الله" (۳۷)

(۲) "من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد عصا الله" (۳۸)

(۳) "فاذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه واذا امرتكم بشئي فاتوا منه ما استطعتم" (۳۹)

یہ تینوں احادیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہیں۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ کی ایک طویل حدیث میں یہی بات ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

"والداعي محمد ﷺ فمن أطاع محمدا ﷺ فقد أطاع الله ومن عصى محمدا ﷺ فقد عصى الله" (۴۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ "من أطاعني فقد أطاع الله" کی شرح میں لکھتے ہیں:

"یہ قول اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾ سے ماخوذ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میں (یعنی رسول اللہ ﷺ) صرف اسی بات کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے لہٰذا اگر میں نے کسی کو کوئی حکم دیا اور اس نے اس حکم کے مطابق عمل کیا تو گویا اس نے میرے حکم سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری اطاعت کا حکم دیا ہے پس جس نے میری اطاعت کی، اُس نے میری اطاعت سے حکمِ الٰہی کی اطاعت کی۔ اسی طرح کا معاملہ معصیت میں بھی ہے" (۴۱)

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندہ اور رسول حضرت محمد ﷺ کو خبر دیتا ہے کہ جس نے ان کی (رسول اللہ ﷺ کی) اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ اپنی خواہشِ نفس سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد نزاوحی ہوتا ہے جو کہ آپ کی طرف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجی جاتی ہے۔" (۴۲)

اور علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"اس آیت میں (بصراحت) مذکور ہے کہ اطاعتِ رسول بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور اس میں رسول اللہ ﷺ کے شرف، علوِّ شان، ارتفاعِ مرتبہ اور قدرو منزلت کا اعلان بھی ہے کہ جس تک کسی کی رسائی نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف اسی بات کا حکم دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہوتا ہے اور صرف اسی بات سے روکتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہوتا ہے۔ اگر آں ﷺ کا بیان موجود نہ ہوتا تو ہم کتاب اللہ سے کسی بھی فریضہ مثلاً حج، نماز، زکوۃ اور روزہ کو نہ جان پاتے کہ ان کو کس طرح ادا کرنا ہے۔"

حضرت حسن کا قول ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنایا اور اس کے ذریعہ مسلمانوں پر حجت قائم کی" ــــ جیسا کہ علامہ نواب صدیق حسن خانؒ نے اپنی تفسیر "فتح البیان فی مقاصد القرآن" میں ذکر فرمایا ہے" (۴۳)

(۴) اور فرمایا:(۴۴)

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ﴾ (النساء-۵۹)

"اے مومنو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اپنے اولی الامر (یعنی مسلمانوں کے امور کے نگران) کی اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی چیز کے متعلق باہم جھگڑ بیٹھو تو اگر اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تو اس معاملہ کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، یہی بہتر صورت اور خوش تر نتیجہ والی ہے"

علامہ طبریؒ اس آیت کے لفظ "والرسول" کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں:

"اگر تم کتاب اللہ میں اس کے علم کی کوئی راہ نہ پاؤ تو اگر رسول اللہ ﷺ بحیات ہوں تو ان کی طرف معاملہ کو لوٹا کر اس کی معرفت حاصل کرو اور اگر وفات پاچکے ہوں تو ان کی سنت سے معرفت اور رہنمائی حاصل کرو۔" (۴۵)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"فردوہ الی اللہ والرسول" کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، اگر تم جانتے ہو تو (اس کی طرف اس متنازعہ مسئلہ کو لوٹاؤ) لیکن اگر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم نہیں جانتے کہ (اس بارے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے) تو اگر تم رسول اللہ تک پہنچو تو ان سے دریافت کر لو یا پھر تم میں سے جو کوئی ان تک پہنچے (وہ دریافت کر لے) کیونکہ آپ ﷺ کے فیصلہ کے بعد یہ فرض ہے کہ تم میں کوئی تنازعہ باقی نہ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ﴾ (٣٦) ـــــ اور جو تنازعہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اُٹھ کھڑا ہو تو اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پھر اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کی طرف لوٹایا جائے۔" (٣٧)

علامہ طیبیؒ کا قول ہے:

"واطیعوا الرّسول" میں فعل کا اعادہ دراصل استقلالُ الرسول بالطاعۃ۔ کی طرف اشارہ ہے۔ اولی الامر کے متعلق فعل کا اعادہ نہ ہونا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان میں ایسی چیزیں پائی جاتی ہیں جن کی اطاعت واجب نہیں ہے" (٣٨)

حافظ ابن عبدالبرؒ نے میمون بن مھران (١١٠ھ) سے روایت کی ہے کہ:

"ان الرد الی اللہ هو الرد الی كتابه، والرد الی الرسول هو الرد اليه ما كان حيًا فاذا مات فالرد الی سنته" (٣٩)

"یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹانا، اس کی کتاب (قرآن) کی طرف لوٹانا ہے اور رسول کی طرف لوٹانا، اگر وہ زندہ ہوں تو ان کی طرف رجوع کرنا ہے اور اگر وفات پاچکے ہوں تو ان کی سنت کی طرف لوٹانا ہے۔"

امام ابن حزم اندلسیؒ (٤٥٦ھ) آیت ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ یہاں "رد" سے مراد قرآن اور رسول اللہ ﷺ سے مروی خبر کی طرف رجوع کرنا ہے، کیونکہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ یہ خطاب ہماری طرف اور روز قیامت تک پیدا ہونے والے تمام جن اور انسانوں سب کی طرف ٹھیک اسی طرح ہے جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کے لوگوں اور ان کے بعد آنے والوں کی طرف تھا۔ اگر کوئی ہیجان زدہ یا شر انگیز یہ کہے کہ یہ خطاب (ہم سے نہیں) صرف ان لوگوں سے ہے جن کی رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ممکن تھی تو کیا اس کا یہ شُبہ و ہیجان اللہ عزوجل کے بارے میں بھی ممکن اور درست ہو سکتا ہے؟ دریں حال کہ کسی شخص کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ پس یہ ظن و گمان باطل ہوا اور ہماری یہ بات درست ہوئی کہ مذکورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"رد" سے مراد کلام اللہ تعالیٰ یعنی قرآن اور اس کے نبی ﷺ کے کلام کی طرف رجوع کرنا ہے، جو کہ ہم تک جیلاً بعد جیلٍ منقول ہیں۔" (۵۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس آیت کے تحت ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"اس آیت میں بدون اولی الامر، رسول اللہ ﷺ کی طرف معاملہ کو لوٹانے میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ اس طرح درحقیقت مطاع اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ یہ بات معروف ہے کہ جن دو چیزوں کا ہمیں مکلّف ٹھہرایا گیا ہے وہ قرآن و سنت ہیں۔ پس اللہ کی اطاعت کرو جس کے بارے میں تمہارے لئے قرآن میں نص موجود ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو جس کے بارے میں انہوں نے تمہارے لئے قرآن سے توضیح فرمائی ہے اور اپنی سنت سے جو تمہارے اوپر نص قائم کی ہے۔ یا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس بارے میں جس کا کہ تم کو اُس وحی کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے جس کی تلاوت بھی عبادت ہے اور رسول کی اطاعت کرو اس بارے میں جس کا تم کو اُس وحی کے ذریعہ حکم دیا گیا ہے جو کہ قرآن نہیں ہے۔" (۵۱)

علامہ شاطبیؒ فرماتے ہیں:

"ان الرد الی اللہ ھوالی کتابہ والرد الی الرسول ھوالرد الی سنتہ بعد موتہ" (۵۲)

"یعنی اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد اس کی کتاب (قرآن) کی طرف رجوع کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹانے سے مراد آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی سنت کی طرف رجوع کرنا ہے۔"

(۵) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (۵۳)

"اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

(٦) اور فرمایا:

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ (۵۴)

"اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اور احتیاط کرتے رہو، اگر کہیں تم نے پیٹھ پھیر لی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف کھلی ہوئی تبلیغ کی ذمہ داری ہے"

امام شاطبیؒ آیت ﴿ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ﴾ کے تحت رقم طراز ہیں:

"اس آیت میں اطاعتِ رسول کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ مقرون کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ ہے کہ جن باتوں کا اس نے اپنی کتاب میں حکم دیا اور جن چیزوں سے منع کیا (ان کو تسلیم کیا جائے) اور اطاعتِ رسول یہ ہے کہ جن چیزوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا اور جن چیزوں سے آپ ﷺ نے روکا اور وہ قرآن میں مذکور نہیں ہیں (انہیں بھی تسلیم کیا جائے) اگر وہ چیزیں قرآن میں ہی مذکور ہوتیں تو ان کا ماننا اطاعت رسول نہیں بلکہ اللہ کی اطاعت کہلاتا۔" (۵۵)

(۷) مزید فرمایا:

﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (۵۶)

"آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے"

علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شخص کو جو اس کی محبت کا مدعی ہے، یہ حکم دیا ہے کہ محمد ﷺ کی اتباع کرے۔ اللہ تعالیٰ کی اتباع کا اس وقت تک کوئی معنی نہیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال، افعال، احوال اور ہدی کی مکمل اتباع نہ کی جائے اور آپ ﷺ کے تمام اقوال، افعال، احوال اور ہدی ہی تو احادیثِ نبوی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ جو شخص احادیثِ نبوی کی اتباع نہیں کرتا اور نہ ہی ان پر عمل کرنا ضروری سمجھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے اپنے دعویٰ میں کاذب ہے، اور جو اپنے اس دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ پر اس کے ایمان کا دعویٰ بھی جھوٹا ہے۔" (۵۷)

(۸) اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (۵۸)

"جب اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کسی طرح کے اختیار استعمال کرنے کا حق باقی نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہ جاتا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ کھلم کھلا گمراہی میں جا پڑا۔"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"یہ آیت تمام اُمور کے لئے عام ہے اور (اس میں یہ حکم مذکور ہے کہ) جب اللہ اور اس کا رسول کسی چیز کا فیصلہ کردیں تو کسی کے لئے اس کی مخالفت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ کسی کو وہاں کوئی اختیار باقی رہتا ہے، نہ رائے کا اور نہ قول کا۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ ایک اور حدیث میں ہے: والذی نفسی بیدہ لا یؤمن أحدکم حتی یکون هواہ تبعا لما جئت به یعنی "قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں" لہٰذا اس بارے میں مخالفت انتہائی شدید (نتائج کی حامل) ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ﴾ یعنی "جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا۔" اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے فرماتا ہے: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (۵۹)

(۹) اور فرمایا:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (۶۰)

"پھر قسم ہے آپ کے رب کی، یہ لوگ کبھی ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ آپس میں جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروائیں پھر آپ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پورے طور پر اُسے تسلیم کرلیں"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے کریم ومقدس نفس کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ بلاشبہ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کے تمام معاملات میں فیصلہ فرمائیں، ہر فیصلہ جو وہ فرمادیں حق ہے جس کو ظاہری وباطنی ہر طرح تسلیم کرنا اور نافذ کرنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ یعنی اگر تمہارا فیصلہ رسول اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ فرمادیں تو تم اپنے باطن میں بھی اس کی اطاعت کرو اور اپنے دلوں میں اس فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پاؤ بلکہ ظاہر و باطن ہر طرح اسے نافذ کرو اور اس کو بغیر ممانعت و مدافعت اور اختلاف کے پوری طرح قبول کرو" (٦١)

(١٠) اللہ تعالیٰ اور فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (٦٢)

"اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے آگے خود کو نہ بڑھاؤ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

"____ علی بن طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ "لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ" سے مراد یہ ہے کہ لا تقولوا خلاف الکتاب والسنة یعنی کتاب اللہ اور سنتِ رسول کے خلاف کچھ نہ کہو۔ اور عوفیؒ نے ان سے روایت کی ہے کہ "نهوا ان يتكلموا بين يدى كلامه" یعنی آپ ﷺ کے کلام کے آگے بڑھ کر کلام کرنے سے منع کیا گیا ہے" مجاہدؒ کا قول ہے: "لا تفتأتوا علی رسول اللہ ﷺ بشیئی حتی یقضی اللہ تعالی علی لسانہ" ضحاکؒ کا قول ہے: "لا تقضوا امرا دون اللہ و رسولہ من شرائع دینکم" اور سفیان ثوریؒ کا قول ہے: "لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ بقول ولا فعل" یعنی قول و فعل سے خود کو اللہ اور اس کے رسول کے آگے نہ بڑھاؤ" (٦٣)

(١١) اور فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (٦٤)

"تم اپنے درمیان رسول کو ایسے نہ پکارو جیسے تم میں سے ایک شخص دوسرے کو پکارتا ہے۔ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو چھپ کر کھسکتے ہیں پس جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہئے کہ کوئی مصیبت اُن کو آدبوچے یا دردناک عذاب اُن کو آلے"

امام شاطبیؒ آیت ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ ﴾ کے تحت فرماتے ہیں: (٦٥)

"عدّ مخالفة أمره خروجا عن الايمان فالكتاب شهد السنة بالاعتبار"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"اختص الرسول ﷺ بشئی یطاع فیہ" (٦٦)

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس آیت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بلانا، اُمت میں سے کسی اور کے بلانے جیسا نہیں ہے بلکہ تمام مخلوق کی دعوات کے مقابلہ میں عظیم ترین خطرات کا حامل اور انتہائی جلیلُ القدر ہے۔ لہٰذا اگر آپ نے کسی کو بلایا تو اس پر اجابت لازم ہے۔ بلاشبہ نبی ﷺ نے اس کے علاوہ بھی متعدد جگہ اپنی امت کو کتاب اللہ اور اپنی سنت کے ساتھ تمسک کی دعوت دی ہے۔ پس پوری امت پر فرض ہے کہ آپ کی دعوت وپکار کا جواب دیں اور استجابت سے ہاتھ پر ہاتھ نہ دھرے بیٹھے رہیں۔ جب تک امہات الکتب (صحاحِ ستہ وغیرہ) میں احادیث باقی رہیں گی اور قیامت کی گھڑی آنے تک دنیا میں قرآن باقی رہے گا، اُس وقت تک رسول اللہ ﷺ کی یہ دعوت باقی رہے گی۔ امت میں سے کوئی بھی فرد کسی عصر و قطر میں علماء کے درمیان اِن کتب کے موجود ہونے تک اس دعوت کی اجابت سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا.... الخ" (٦٧)

(١٢) اور فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ﴾ (٦٨)

"مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں جس کے لئے جمع کیا گیا ہے تو جب تک آپ سے اجازت نہ لے لیں، نہیں جاتے"

اس آیت کے تحت امام ابنِ قیم فرماتے ہیں:

"پس اگر اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لوازم میں سے اس بات کو لازم قرار دیا ہے کہ اگر لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہوں تو آپ کی اجازت کے بغیر کسی مسلک ومذہب کو اختیار نہ کریں لہٰذا ایمان کے لوازم میں سے اس بات کا لازمی ہونا زیادہ اولیٰ ہے کہ جب تک آں ﷺ کی اجازت شامل نہ ہو لوگ کسی کے قول یا مذہبِ علمی کی طرف التفات نہ کریں اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی اجازت آپ کے ذریعہ آنے والی سنت سے بدلالت ہی معلوم ہو سکتی ہے" (٦٩)

(١٣) اور فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَاَنَّهُ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾ (۷۰)

"اے مومنو! تم اللہ اور رسول کی بات کو بجا لایا کرو جب کہ رسول تم کو ایسی چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں حیاتِ نو عطا کرنے والی ہے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے اور یہ بھی جان لو کہ تم سب کو اسی کے پاس جمع ہونا ہے"

علامہ عبدالرحمٰن محدث مبارکپوریؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اس آیت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی استجابت کا حکم ہے اور یہ حکم وجوب کے لئے ہے۔ یہاں اللہ اور رسول اللہ کی استجابت کا مطلب یہ ہے کہ کتاب و سنت میں جن چیزوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے روکا گیا ہے ان سب کو قبول کیا جائے اور ان کے مقتضی کے مطابق عمل کیا جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے امت کے حاضر و غائب سب لوگوں کو تمسک بالثقلین (یعنی کتاب و سنت) اور ان دونوں اصل کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی دعوت دی ہے" (۷۱)

(۱۴) اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ (۷۲)

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا۔ وہ اسے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے، یہ بہت بڑی کامرانی ہے اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اللہ کی مقررہ حدود سے آگے بڑھے گا، وہ اسے آگ میں ڈال دے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رُسوا کن عذاب ہے"

(۱۵) اور فرمایا:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهِ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ﴾ (۷۳)

"(اے محمدؐ!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر بھی ایمان لے آئے جو آپ پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کی گئی، وہ چاہتے یہ ہیں کہ (اپنے مقدمات میں) طاغوت سے فیصلہ کرائیں حالانکہ انہیں اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کا حکم دیا گیا ہے، شیطان تو چاہتا ہی ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں ڈال دے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ چیز کی طرف اور رسول کی طرف آؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں"

(۱۶) اور فرمایا:

﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴾ (۷۴)

"جن مومنوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کا قول تو یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سُن لیا اور مان گئے۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا اور اس کا تقویٰ (دل میں) رکھتا ہے، تو ایسے لوگ ہی کامران ہیں"

(۱۷) اور فرمایا:

﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾ (۷۵)

"اور رسول تمہیں جو کچھ بھی دیں، اسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں، اس سے رُک جاؤ اور اللہ سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"

علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"حق بات یہ ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ سے آنے والی ہر چیز کے بارے میں عام ہے خواہ وہ اَمر و نہی سے متعلق ہو یا قول و فعل سے اور اگرچہ اس کا کوئی خاص سبب ہی ہو۔ پس خصوصی سبب کا نہیں بلکہ عمومِ لفظ کا اعتبار ہوگا اور شریعت کی جو چیز بھی ان سے ہم تک پہنچی ہے، وہ ہم کو آپ نے ہی دی ہے تبھی تو ہم تک پہنچ سکی ہے۔ پس یہ آیتِ کریمہ اس بارے میں صریح نص ہے کہ ہر وہ چیز جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو کر ہم تک آئی ہے اور آپ کے جو احکام وغیرہ ہم تک پہنچے ہیں، سب برابر ہیں۔ خواہ وہ کتاب یعنی قرآن مجید میں مذکور ہوں یا سنت یعنی محکم اور ثابت احادیثِ نبویہ میں۔ ہمارے لئے ان سب پر عمل کرنا اور ان سے امتثال واجب ہے۔ اسی طرح ہم کو کتاب یا سنت میں جن ممنوع اور کھلی منکرات سے روکا گیا ہے، ہم پر ان چیزوں سے اجتناب کرنا اور ان سے کنارہ کش ہو جانا واجب ہے ــــــ اور وہ تمام دینی اُمور جو ہم کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ملے ہیں، وہ سب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی جانے والی وحی کے مطابق ہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے: ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ (۷۶)

(۱۸) اور فرمایا:

﴿ قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴾ (۷۷)

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسولؐ کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو راہِ راست پر جالگو گے اور رسولؐ کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے"

(۱۹) اور فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللهَ كَثِيرًا ﴾ (۷۸)

"تمہارے لئے اللہ کے رسول کی ذات میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے"

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

هذه الآية الكريمة أصل كبير في التأسي برسول الله ﷺ في أقواله و أفعاله وأحواله.....الخ" (۷۹)

آیاتِ مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو قطعی اور کلی طور پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، لیکن ہم بخوفِ طوالت صرف اِنہیں چند مثالوں پر اکتفاء کرتے ہیں اور اس بحث کو امام شافعیؒ کے مندرجہ ذیل اقتباس کے ساتھ ختم کرتے ہیں:

امام شافعیؒ "باب ما أمر الله من طاعة رسول الله" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"اللہ جل ثناؤہ کا ارشاد ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ﴾ (۸۰) ــــ یعنی "جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (فی الواقع) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پھر جو شخص عہد توڑے گا سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر اللہ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ اس کو بڑا اجر دے گا۔" اور فرمایا: ﴿ مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ ﴾ (۸۱) ــــ یعنی "جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی" ــــ ان آیات میں لوگوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ان کی بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔ اسی طرح ان کا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (۸۲) ـــــ یعنی پھر قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو تنازعہ واقع ہو، اُس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کروائیں پھر آپ کے اِس تصفیہ سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور پورا پورا تسلیم کرلیں" ـــــ اور اللہ تعالیٰ فرماتا: ﴿ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (۸۳) ـــــ یعنی "تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا مت سمجھو جیسا تم میں ایک شخص دوسرے کو بلالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو آڑ میں ہو کر تم میں سے کھسک جاتے ہیں۔ سو جو لوگ اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کو اس سے ڈرنا چاہئے کہ ان پر کوئی آفت آن پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔" اور فرمایا ﴿ واذادُعوا الی اللہ و رسو لہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین أفی قلوبھم مرض أم ارتابوا أم یخافون أن یحیف اللہ علیھم و رسو لہ بل اولئک ھم الظلمون انما کان قول المومنین اذادُعوا الی اللہ و رسو لہ لیحکم بینھم أن یقولوا سمعنا و اطعنا واولئک ھم المفلحون ومن یطع اللہ و رسو لہ و یخش اللہ و یتقہ فأ ولئک ھم الفائزون ﴾ (۸۴) یعنی "اور یہ لوگ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں ایک گروہ پہلو تہی کرتا ہے اور اگر ان کا حق ہو تو سر تسلیم خم کئے ہوئے آپ کے پاس چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں مرض ہے؟ یا یہ شک میں پڑے ہیں؟ یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم نہ کرنے لگیں؟ نہیں بلکہ یہ لوگ ہی بر سر ظلم ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا قول تو یہ ہے جب کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردیں کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا اور اس کو مان لیا۔ اور ایسے لوگ ہی فلاح پائیں گے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے، پس ایسے لوگ بامراد ہوں گے" ـــــ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بتایا ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کے لئے رسول اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ کی طرف بلایا جانا اللہ کے فیصلہ کی طرف بلایا جانا ہے کیونکہ ان کے درمیان حاکم رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر انہوں نے رسول اللہ کے حکم کو تسلیم کر لیا تو گویا انہوں نے بافتراضِ اللہ، اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کر لیا، اور اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بتایا ہے کہ رسول اللہ کا حکم بمعنی افتراضِ حکم خود اس کا حکم ہے ——

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو اپنے رسول کی اطاعت کے التزام کا حکم دیا ہے اور ان کو یہ اطلاع دی ہے کہ یہ دراصل، اسی کی اطاعت ہے پس —— "اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ علم بخشا ہے کہ ان پر اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی اتباع فرض ہے، اس کے رسول کی اطاعت اسی کی اطاعت ہے اور یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ پر صرف اسی جل ثناؤہ کے حکم کی اتباع فرض ہے۔" (۸۵)

پس معلوم ہوا کہ کامل اتباع و اطاعتِ رسول کا نام ہی "شریعت" ہے۔

حدیثِ نبوی کا منکر کافر ہے

علامہ ابن حزم اندلسیؒ فرماتے ہیں:

"ہر وہ شخص جو رسول کریمؐ سے ثابت شدہ صحیح حدیث کا انکار کرے یا کسی ایسی بات کا انکار کرے جو حضور ﷺ سے مروی و منقول ہو اور اس پر اہل ایمان کا اجماع منعقد ہو چکا ہو تو وہ شخص کافر ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا﴾ (۸۶) —— اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے اُدھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔" (۸۷)

امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے:

"من ردّ حدیث رسول اللہ ﷺ فھو علی شفا ھلکۃ" (۸۸)

"جو شخص رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کرتا ہے وہ ہلاکت کے دہانے پر جا پڑا ہے"

اور امام ابن شہاب زہریؒ (۱۲۴ھ) سے منقول ہے کہ ہمیں اہل علم صحابہ سے یہ عقیدہ معلوم ہوا ہے کہ "الاعتصام بالسنن نجاۃ"، "سنتوں پر عمل کرنے ہی میں نجات ہے" (۸۹)

قرآن میں مذکورہ لفظ الحکمۃ کے معنی "سنت" ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ عزوجل نے قرآن کریم کے متعدد مقامات پر سنت رسول ﷺ کو الحکمة سے تعبیر کرتے ہوئے بمنزلہ قرآن بیان فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

(۱) ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ﴾ (۹۰)

"اے ہمارے رب! اس جماعت کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان لوگوں کو آپ کی آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو آسمانی کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاک کردے"

(۲) ﴿ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولاً مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴾ (۹۱)

"جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک رسول کو تم ہی میں سے بھیجا جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہاری صفائی کرتا ہے اور تم کو کتابِ الٰہی اور حکمت کی باتیں بتاتا ہے اور تم کو ایسی باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کی تم کو خبر نہ تھی"

(۳) ﴿ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ﴾ (۹۲)

"اور اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں تم پر ہیں، ان کو یاد کرو اور اس کتاب اور حکمت کو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر اس لئے نازل فرمائی ہے کہ تمہیں ان کے ذریعہ سے نصیحت فرمائے"

(۴) ﴿ لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾ (۹۳)

"درحقیقت اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان فرمایا جبکہ اُن میں انہی کی جنس سے ایک ایسے رسول کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان لوگوں کی صفائی کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بالیقین یہ لوگ اس سے قبل صریح غلطی میں تھے"

(۵) ﴿ وَأَنزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴾ (۹۴)

"اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی اور آپ کو وہ باتیں بتلائیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے"

(۶) ﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللهَ كَانَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَطِيفًا خَبِيرًا ﴾ (۹۵)

"اور تم ان آیاتِ الٰہیہ اور علم حکمت کو یاد رکھو جن کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا رازوں والا اور پورا خبردار ہے"

(۷) ﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴾

"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُنہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اللہ اور حکمت سکھلاتا ہے اور یہ لوگ پہلے سے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے" (۹۶)

جمہور ائمہ لغت و مفسرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان تمام آیات میں "الکتاب" سے مراد کتابُ اللہ یا قرآن کریم ہے اور الحکمۃ سے مراد قرآن کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے۔ لغوی اعتبار سے الحکمۃ کئی معانی کے لئے بولا جاتا ہے مثلاً حق بات پر پہنچنا، عدل و انصاف، عِلم و حِلم وغیرہ (قاموس) —— راغب اصفہانیؒ لکھتے ہیں کہ:

"جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے تو اس کے معنی تمام اشیاء کی پوری معرفت اور مستحکم ایجاد کے ہوتے ہیں اور جب غیر اللہ کے لئے بولا جاتا ہے تو موجودات کی صحیح معرفت اور نیک اعمال کے لیے جاتے ہیں، پس لفظ "حکمت" عربی زبان میں کئی معانی کے لئے یعنی علم صحیح، نیک عمل، عدل و انصاف، قول صادق وغیرہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ (قاموس و راغب)

قرآن کریم میں جہاں کہیں بھی الحکمۃ کا لفظ آیا ہے اس سے صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی مراد لینا درست نہیں ہے۔ البتہ جن آیات میں "الکتاب" کے ساتھ الحکمۃ کا ذکر بھی آیا ہے، مثلاً مندرجہ بالا تمام آیات میں، وہاں اس سے مراد شریعت کے وہ احکام اور دین کے وہ اسرار ہیں جن پر اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ کو مطلع فرمایا۔ چنانچہ امام شافعیؒ آیاتِ مذکورہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فذكر الله الكتاب وهو القران و ذكر الحكمة فسمعت من ارضى من اهل العلم با لقرآن يقول الحكمة سنة رسول الله ﷺ —— و ذكر الله منه على خلقه بتعلمهم الكتاب والحكمة فلم يجوز ان يقال الحكمة هاهنا الاسنة رسول الله (۹۷)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جس کتاب کا ذکر فرمایا ہے، وہ قرآن ہے اور جس حکمت کا ذکر فرمایا ہے (اس کے بارے میں) میں نے قرآن کے ان اہل علم حضرات سے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنہیں میں پسند کرتا ہوں، سنا ہے کہ حکمت رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کتاب و حکمت کی تعلیم فرما کر ان پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ یہاں "حکمت" سے مراد سنتِ رسول اللہ کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے"

امام ابن جریر طبریؒ اپنی شاہکار تفسیر میں بہت سے اہل علم حضرات کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"الصواب من القول عندنا في الحكمة ان العلم باحكام الله التي لا يدرك علمها الا ببيان الرسول ﷺ والمعرفة بها وما دلّ عليها في نظائره وهو عندي ماخوذ من الحكم الذي بمعنى الفصل بين الباطل والحق" (۹۸)

"یعنی ہمارے نزدیک درست بات یہ ہے کہ حکمت سے مراد اللہ تعالیٰ کے ان احکام کا علم ہے کہ جن کے علم کا ادراک رسول اللہ ﷺ کے بیان اور اس کی معرفت کے بغیر ممکن نہ ہو اور جو چیز اس کے نظائر میں اس پر دلالت کرتی ہے وہ میرے نزدیک یہ ہے کہ حکمت حکم سے ماخوذ ہے جس کے معنی حق و باطل کے درمیان فصل و تمیز کے ہیں"

امام شافعی اپنی کتاب "الامّ" میں سورۃ الجمعہ کی آیت ۲ اور سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۴ وغیرہ کے تحت فرماتے ہیں:

"ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہاں "الکتاب" سے مراد کتاب اللہ ہے، لیکن الحکمة کیا چیز ہے؟ میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد رسول اللہ کی سنت ہے" (۹۹)

حافظ ابن عبد البرؒ نے: ﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ کے بارے میں حضرت قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے: "من القرآن والسنة" اور سعید بن عروبہ نے اس آیت کے متعلق قتادہ سے نقل کیا ہے کہ "يريد السنة يمنّ عليهن بذلك" اور ہذلی نے آیت ﴿ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ کی تفسیر میں حضرت حسن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "الکتاب" سے مراد قرآن اور الحکمة سے مراد سنت ہے" (۱۰۰)

مشہور اور متداول تفسیر "الجلالین" میں بھی الحکمة کی تفسیر میں متعدد مقامات پر "السنة" اور "ما فیہ من الاحکام" ہی درج ہے۔ (۱۰۱) ـــــ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"ان الله سبحانه و تعالى انزل على رسوله وحيين واوجب على عباده الايمان بهما والعمل بما فيهما وهما الكتاب والحكمة وقال: ﴿ وَأَنزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ وقال تعالى ﴿ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ وقال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالی ﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ ﴾ —— والكتاب هو القرآن والحكمة هي السنة باتفاق السلف وما اخبر الرسول عن الله فهو في وجوب تصديقه والايمان به كما أخبر به الرب تعالى على لسان رسوله —— هذا اصل متفق عليه بين اهل الاسلام لا ينكره الا من ليس منهم وقد قال النبي ﷺ: انى أوتيت الكتاب و مثله معه" (۱۰۲)

"اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول پر دو قسم کی وحی نازل کی اور دونوں پر ایمان لانا اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اس پر عمل کرنا واجب قرار دیا اور وہ دونوں قرآن اور حکمت ہیں۔ (اس کے بعد علامہ نے اس دعویٰ کے ثبوت میں وہی قرآنی آیات درج کی ہیں جو اوپر پیش کی جاچکی ہیں جن میں کتاب و حکمت کی تنزیل و تعلیم کا ذکر اور ان کو یاد کرنے اور یاد رکھنے کا حکم ہے۔ان آیات کو درج کرنے کے بعد علامہ لکھتے ہیں:) ——
کتاب تو قرآن ہے اور حکمت سے باجماعِ سلف سنت مراد ہے۔ رسول ؑ نے اللہ سے حاصل کرکے جو خبر دی اور اللہ نے رسول کی زبان سے جو خبر دی، دونوں واجبُ التصدیق ہونے میں یکساں ہیں۔ یہ اہل اسلام کا بنیادی اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس کا انکار وہی کرے گا جو اُن میں سے نہیں ہے۔ خود نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز بھی دی گئی ہے یعنی سنت"

محترم مفتی محمد شفیع صاحب سورہ بقرہ کی آیت ۱۲۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"مفسرین صحابہ و تابعین جو معانیِ قرآن کی تشریح آں حضرت ﷺ سے سیکھ کر کرتے ہیں، اس جگہ لفظ حکمت کے معنی بیان کرنے میں اگرچہ ان کے الفاظ مختلف ہیں لیکن خلاصہ سب کا ایک ہی ہے، یعنی سنتِ رسول اللہ ﷺ —— امام تفسیر ابن کثیرؒ اور ابن جریرؒ نے حضرت قتادہؒ سے یہی تفسیر نقل کی ہے۔ کسی نے تفسیر قرآن اور کسی نے تفقہ فی الدین فرمایا ہے اور کسی نے علمِ احکامِ شرعیہ کہا، اور کسی نے کہا کہ ایسے احکامِ الہیہ کا علم جو رسول اللہ ﷺ کے ہی بیان سے معلوم ہوسکتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان سب کا حاصل وہی حدیث و سنتِ رسول اللہ ﷺ ہے" (۱۰۳)

آں رحمہ اللہ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۴ کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں:

"آیات اللہ سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور سنتِ رسول ہے جیساکہ عام مفسرین نے حکمت کی تفسیر اس جگہ سنت سے کی ہے" (۱۰۴)

اور سورۃ الجمعہ کی آیت:۲ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"تیسرا مقصد ﴿ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ کتاب سے مراد قرآن کریم اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت سے مراد وہ تعلیمات و ہدایات ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے قولاً یا عملاً ثابت ہیں۔ اسی لئے بہت سے حضرات مفسرین نے یہاں حکمت کی تفسیر سنت سے فرمائی ہے۔" (۱۰۵)

اور جناب حبیبُ الرحمٰن اعظمی فرماتے ہیں:

"کتاب و سنت کے انہی نصوص کی بناء پر تمام ائمہ و علمائے سلف اس بات پر متفق ہیں کہ یعلّمهم الكتاب والحكمة اور اس طرح کی دوسری آیات میں جو حکمت کا لفظ وارد ہوا ہے، اس سے مراد سنت ہی ہے اور سنت بھی وحیِ الٰہی کی ایک قسم ہے" (۱۰۶)

پس معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی "الکتاب" کے ساتھ لفظ الحكمة مذکور ہے اس کا اطلاق نہ "الکتاب" پر ممکن ہے اور نہ "الکتاب" کا الحكمة پر۔ لہٰذا "الکتاب" سے مراد بلاشبہ قرآن ہے جو کہ معجز الٰہی کلام ہے اور الحكمة سے مراد سنتِ نبوی ہے جو انسان میں معرفتِ حقائق اور فکر و عمل کی صحیح راہ کی تعیین کی صلاحیت پیدا کرتی ہے، واللہ اعلم

مگر جناب امین احسن اصلاحی صاحب کے نزدیک "حکمت" قرآن کا ہی ایک جزو ہے ——— چنانچہ لکھتے ہیں:

"حکمت کے متعلق ایک نہایت اہم سوال یہ ہے کہ حکمت' قرآن ہی کا ایک جزو ہے یا اس سے علیحدہ کوئی چیز ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ کتاب الٰہی جس طرح آیات اللہ اور احکام پر مشتمل ہے، اسی طرح حکمت پر بھی مشتمل ہے۔ لیکن ہمارا یہ دعویٰ ان لوگوں کے خیال کے خلاف پڑے گا جو حکمت سے حدیث یا بعض دوسرے علوم مراد لیتے ہیں اور چونکہ یہ مذہب بعض اکابر ملت، مثلاً امام شافعیؒ وغیرہ کا بھی ہے اس وجہ سے اس کو نظرانداز کرنا مشکل ہے، لہٰذا دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ حکمت سے حدیث مراد لیتے ہیں، ان کی دلیل کیا ہے؟ ان کی دلیل یہ ہے کہ حکمت کا لفظ مندرجہ صدر آیت میں کتاب کے لفظ کے ساتھ آیا ہے۔ کتاب سے یہ لوگ قرآن مجید، باعتبار مجموعی مراد لیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ حکمت سے کوئی اور چیز مراد لیں اور قرآن کے بعد ظاہر ہے کہ حدیث کے سوا کوئی دوسری چیز اس لفظ کا مدلول نہیں بن سکتی۔ لیکن اوپر کے مباحث سے یہ بات صاف ہو گئی ہے کہ یہ استدلال کچھ مضبوط نہیں ہے۔ آیتِ مذکورہ میں، جیسا کہ ہم نے تشریح کی ہے، کتاب سے مراد احکام و قوانین ہیں، اس لیے حکمت کے لئے خود قرآن میں کافی گنجائش ہے۔ اس سے حدیث یا قرآن سے خارج کسی اور شئے کو مراد لینا کچھ ضروری نہیں ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حدیث میں بھی حکمت ہے۔ حدیث کا رُتبہ بہت بلند ہے۔ وہ امت کے لئے قرآن کے بعد دوسری چیز ہے۔ اس میں خود حکمتِ قرآن کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے، پھر اگر حدیث میں حکمت نہ ہوگی تو کہاں ہوگی؟ لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے کہ اس آیت میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت سے مراد حدیث ہے۔ مختلف وجوہ اور قرائن اس کے خلاف ہیں۔ ان میں سے بعض کی طرف ہم یہاں اشارہ کرتے ہیں:

(۱) متعدد آیات میں حکمت کے لئے یُتلیٰ، اَنزل اور اَوحی کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جن کا استعمال حدیث کے لئے قرآن میں کہیں نہیں ہوا ہے۔ مثلاً (پھر آں محترم سورۃ النساء کی آیت ۱۱۳، سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۴ اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳۹ نقل فرماتے ہیں)

(۲) مختلف مواقع پر قرآن مجید کے دلائل و براہین کو حکمتِ بالغہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور خود قرآن کو قرآن حکیم اور کتاب حکیم وغیرہ کہا گیا ہے مثلاً ﴿ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ﴾ ـــــ (نہایت دلنشیں حکمت) (۱۰۷) اور ﴿ وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ﴾ (۱۰۸) ـــــ (شاہد ہے ہر حکمت قرآن) ـــــ (پھر آں محترم سورۃ المائدہ کی آیت ۱۰۰ اور سورۃ الزخرف کی آیت ۶۳ پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں:)

اِن وجوہ کی بنا پر حکمت سے صرف حدیث کو مراد لینا ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے بلکہ حدیث حکمت میں شامل ہے۔ یہ غلط فہمی کتاب اور حکمت، دونوں لفظوں کے اکٹھے ہو جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی، لیکن ہم نے جو پہلو واضح کئے ہیں، ان کی روشنی میں دونوں کے حدود الگ الگ ہو جاتے ہیں، جس کے بعد یہ غلط فہمی باقی نہیں رہتی" (۱۰۹)

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن کی تمام آیات، احکامِ الٰہی اور حکمت سے بھرپور ہیں لیکن جن آیات کو اوپر پیش کیا گیا ہے ان میں "الکتاب" اور الحکمۃ دونوں کو حرفِ عطف "واوَ" کے ساتھ جوڑا گیا ہے جس میں "الکتاب" کی طرح الحکمۃ کی بھی ایک علیحدہ اور مستقل حیثیت ظاہر ہوتی ہے۔ حکمت تو ایک قدر مشترک ہے جو کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ (یا سنت) دونوں میں موجود ہے۔ پس جس طرح سنت میں معارفِ قرآن کی موجودگی قرآن کی جداگانہ حیثیت پر اثر انداز نہیں ہوتی، اسی طرح قرآن کے پُر حکمت اور حکیم ہونے سے الحکمۃ کی مستقل اور علیحدہ حیثیت کی بھی نفی نہیں ہوتی۔

جناب اصلاحی صاحب کو بظاہر "الکتاب" سے "قرآن مجید باعتبار مجموعی" مراد لینے پر بھی اعتراض ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر "الکتاب" سے "قرآن مجید باعتبار مجموعی" مراد نہ لیا جائے تو لامحالہ اس میں احادیث کو بھی داخل و شامل سمجھنا پڑے گا کیونکہ خود بقول اصلاحی صاحب "حدیث حکمت میں شامل ہے" ـــــ نیز "اس میں (خود) حکمتِ قرآن کا بھی ایک بڑا ذخیرہ ہے، پھر اگر حدیث میں حکمت نہ ہوگی تو کہاں ہوگی؟" اور "حکمت" کے متعلق آں محترم پہلے ہی فرما چکے ہیں کہ "کتابِ الٰہی جس طرح آیات اللہ اور احکام پر مشتمل ہے، اسی طرح حکمت پر بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشتمل ہے" ـــــ لیکن جمہور امت میں سے کوئی بھی سنت کے داخل و شاملِ قرآن ہونے کا قائل نہیں ہے۔

جناب اصلاحی کا یہ دعویٰ بھی اور دوسرے بہت سے علماء کی طرح غلط ہے کہ "وہ (سنت) اُمت کے لئے قرآن کے بعد دوسری چیز ہے" لیکن یہ اس کی تفصیل کا موقع نہیں ہے، عنوان "اصولِ شریعت میں سنت کی ثانوی حیثیت ناقابل قبول ہے" کے تحت اس بارے میں سیر حاصل بحث موجود ہے۔

جناب اصلاحی صاحب کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ حدیث کے لئے قرآن میں یُتلی، اَنزل اور اَوحی کے لئے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے ہیں۔ اس دعویٰ کے بطلان پر ہم مولانا موصوف کو سورۃ النجم کی آیات: ۳، ۴ پڑھنے کا مشورہ دیں گے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ یعنی "رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش کے مطابق کچھ نہیں فرماتے۔ آپ کا ہر ارشاد وحی ہوتی ہے، جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے" ـــــ اور کون نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو ہی حدیث کہتے ہیں۔ حدیث کے وحی ہونے کے متعلق تفصیل "سنتِ نبوی بھی وحی پر مبنی ہے" کے زیر عنوان آگے بیان کی جائے گی۔

یہاں پر بعض لوگ یہ مغالطہ بھی دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن میں: ﴿ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ ﴾ (۱۱۰) ـــــ یعنی "ہم نے لقمان کو حکمت دی" تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ لقمان کو رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں دی گئی تھیں؟" ـــــ لیکن یہ اعتراض کج بحثی کے سوا کچھ نہیں ہے کیونکہ ہم نے اوپر واضح کردیا ہے کہ قرآن میں مذکورہ لفظ "الحکمة" کے معنی علی الاطلاق سنتِ نبوی کے نہیں ہیں بلکہ جہاں الکتاب کے ساتھ الحکمة کا تذکرہ ہے، وہاں "الحکمة" سے مراد اسوۂ نبوی ہے۔ اسی طرح بعض لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ سورۃ الاحزاب: ۳۴ میں ﴿ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ ﴾ ... الخ" سے معلوم ہوتا ہے کہ حکمت قرآن میں شامل ہے ورنہ احادیث کی تلاوت کون کرتا ہے؟ ـــــ لیکن یہاں اردو میں رائج لفظ "تلاوت" کے مفہوم کو آیتِ مذکورہ پر منطبق کرنے سے یہ مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ عربی لغت میں "تلاوت" کے معنی کسی چیز کو پڑھنے اور پیروی کرنے کے ہیں جبکہ اردو زبان میں اسے خاص طور پر قرآن کریم پڑھنے کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن میں لفظ "تلاوت" کو غیر قرآن کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ ﴾ (۱۱۱) یعنی "انہوں نے اس چیز کی اتباع کی جو شیاطین عہدِ سلیمان میں پڑھا کرتے تھے" اور ﴿ قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ (۱۱۲) ـــــ یعنی "فرما دیجئے کہ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تورات لاؤ اور اس کو پڑھو، اگر تم سچے ہو"

پس ثابت ہوا کہ جناب اصلاحی صاحب وغیرہ نے اپنے مذکورہ بالا "دعویٰ" کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں، وہ کچھ زیادہ قوی نہیں ہیں۔ اپنے منفرد موقف کی کمزوری کا خود انہیں بھی احساس تھا چنانچہ لکھتے ہیں: "....اس وجہ سے اس کو نظرانداز کرنا مشکل ہے۔" آگے چل کر جناب اصلاحی صاحب نے فرمایا ہے کہ "یہ غلط فہمی کتاب اور حکمت، دونوں لفظوں کے اکٹھے ہوجانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی ......الخ" ـــــ لیکن یہ بات بھی درست نہیں ہے کیونکہ اصلاً غلط فہمی کتاب و حکمت کے اکٹھے ہوجانے کے باعث نہیں بلکہ جناب اصلاحی صاحب کے استاذ و مُرشد محترم حمید الدین فراہی صاحب کی "مفردات القرآن" کی درج ذیل عبارت سے واقع ہوئی ہے:

"ـــــ ثم استعملها الله تعالى في اكمل افرادها فسمى الوحي حكمة كما سمّاه نورا و برهانا و ذكرا و رحمة ومن هذه الجهة سمى القرآن حكيما اى ذا حكمة كما سمّى نفسه حكيما و عليما" (۱۱۳)

"پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کے اعلیٰ ترین مفہوم کے لئے استعمال کیا، یعنی وحی کے لئے۔ وحی کو جس طرح نور، برہان، ذکر، رحمت وغیرہ کے لفظوں سے تعبیر کیا ہے، اسی طرح اس کو حکمت کے لفظ سے بھی تعبیر کیا ہے اور اس پہلو سے قرآن مجید کا نام حکیم رکھا جس طرح اپنی ذات کے لئے حکیم و علیم کے الفاظ استعمال کئے"

خلاصہ یہ ہے کہ اس بارے میں جناب اصلاحی صاحب کی منفرد رائے قطعاً ناقابل قبول ہے۔ صحیح مسلک وہی ہے جو حضرت قتادہ، سعید بن عروبہ، ھذلی، حسن بصری، ابن جریر الطبری، امام شافعی، ابن عبدالبر، سیوطی اور ابن کثیرؒ وغیرہم سے منقول ہے، واللہ اعلم

سنتِ نبوی بھی وحی پر مبنی ہے

رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے بارے میں کسی مؤمن کو قطعاً کسی قسم کا شبہ نہیں ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی شک ہے کہ آں ﷺ امتِ مسلمہ کے ہادیِ اعظم اور قائدِ اعظم ہونے کے ساتھ قرآن کریم کے شارح و مفسر بھی تھے۔ آپ کو دین سماوی کی تکمیل، تعلیم، ترویج، تبلیغ اور اشاعت کے ساتھ پوری انسانیت کی فوز و فلاح اور خیر و نفع کے لئے بھی مبعوث فرمایا گیا تھا۔ پس جب دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، قرآن کریم اس دین کی ایک اہم بنیاد ہے اور نبی ﷺ کو اس کی شرح اور جزئیات دین کی تفصیلات بیان کرنے کے لئے ہی مبعوث فرمایا گیا ہے تو آپ کی بیان کردہ قرآن کی شرح اور دین کی تعلیمات کو غیراللہ کی جانب سے سمجھنا کوئی معقول بات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ دین اسلام جو تمام بشر کے لئے فلاحِ دارین کا ضامن ہے، اصلاً دو بنیادی اصول پر قائم ہے: قرآن اور اس کی تشریح و بیان جو کہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات سے عبارت ہے۔ اگر قرآن کریم کے ساتھ اس جز کو شامل نہ کیا جائے تو بلاشبہ دین نامکمل رہتا ہے، پس تکمیلِ دین کا تقاضہ ہے کہ جن چیزوں کا صدور رسول اللہ ﷺ سے ہوا ہے، وہ بھی وحیِ الٰہی پر مبنی ہوں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ (۱۱۴)

"رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش کے مطابق کچھ نہیں فرماتے۔ آپ کا ارشاد نری وحی ہوتی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے"

اس چیز پر اور بھی بہت سی آیات دلالت کرتی ہیں چنانچہ اجماعِ امت سے جو چیز حاصل اور ثابت ہے وہ یہ ہے کہ سنت بھی وحی ہے۔ جو چیز قرآن اور سنت میں امتیاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مُعجز متلو ہے اور سنت غیر متلو ہے۔ ہم ذیل میں چند ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جن سے سنت کا وحی منزل من اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ﴾ (۱۱۵)

"اور جس قبلہ پر آپ رہ چکے ہیں وہ تو محض اس لیے تھا کہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ کون رسول اللہ (ﷺ) کی اتباع اختیار کرتا ہے اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے اور یہ (تحویلِ قبلہ منحرف لوگوں پر) بڑا ثقیل ہے مگر جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کردے۔ بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا شفیق اور مہربان ہے۔ ہم بار بار آپ کے منہ کا آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جسے کے لئے آپ کی مرضی ہے۔ پس اپنا چہرہ (حالتِ نماز میں) مسجد حرام کی طرف کیا کریں اور تم سب لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اسی طرف کیا کرو"

اس آیت میں لفظ "جعلنا" ہمیں اس بات کی خبر دیتا ہے کہ کعبۃ اللہ کو مسلمانوں کا قبلہ بنائے جانے سے قبل (یعنی مدینہ منورہ کی ابتدائی زندگی میں) رسول اللہ ﷺ کسی دوسرے قبلہ کی طرف منہ کرنے پر مامور تھے لیکن قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اللہ تعالیٰ نے مسجد الحرام کو قبلہ بنانے سے قبل آپ کو بیت المقدس کی جانب متوجہ ہونے کا حکم فرمایا تھا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی آں ﷺ کے پاس وحی آتی تھی جس کے ذریعہ آپ کو یہ حکم دیا گیا تھا۔

(۲) قرآن کریم میں ہے: ﴿ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴾ (۱۱۶)

"اور جبکہ نبی ﷺ نے کسی وجہ سے اپنی ایک بات چپکے سے فرمائی مگر جب آپ کی اس زوجہ نے وہ بات (دوسری بیویوں کو) بتا دی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے باخبر کر دیا تو آپ نے (اس راز ظاہر کرنے والی بیوی کو) تھوڑی سی بات جتلا دی اور تھوڑی سی بات ٹال گئے۔ جب آپ ﷺ نے اس بیوی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگی آپ کو کس نے خبر کر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے علیم (یعنی بڑے جاننے والے) اور خبیر (یعنی بڑی خبر رکھنے والے) نے مطلع کیا ہے"

لیکن قرآن کریم کی کسی آیت میں بھی علیم و خبیر کا اپنے نبی کو اس بات سے مطلع کرنا مذکور نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی اس زوجہ نے آپ ﷺ کا راز دوسری بیویوں کو بھی بتا دیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی نبی ﷺ کے پاس وحی آتی تھی جس کے ذریعہ آپ ﷺ کو اس واقعہ سے باخبر کیا گیا تھا۔

(۳) اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿ مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ ﴾ (۱۱۷)

"جو کھجوروں کے درخت کے تنے تم نے کاٹے یا ان کو جڑوں پر کھڑا رہنے دیا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ہی حکم (اور رضا) کے مطابق ہے"

لیکن مدینہ منورہ میں بسنے والے یہودی قبیلہ بنو نضیر کی بدعہدی کے نتیجہ میں کی جانے والی اس تادیبی کاروائی میں جس "اذنِ الٰہی" کا تذکرہ ہے وہ قرآن کریم میں کہیں مذکورہ نہیں ہے چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "ولا نجد فی القرآن ذلک الاذن فثبت قطعیا ان الرسول ﷺ کان یأتیہ الوحی ایضا کما قلنا ما بقا" (۱۱۸)

(۴) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ﴾ (۱۱۹)

"پس جب زید کا اس سے جی بھر گیا تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اپنے منہ بولے بیٹوں بیٹیوں کے (نکاح کے) بارے میں کچھ تنگی نہ رہے، جب وہ ان سے اپنا جی بھر چکیں"

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت زینب (سابقہ زوجہ حضرت زید بن حارثہ) سے شادی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے کی تھی لیکن قرآن میں یہ اِذن کہیں مذکور نہیں ہے۔ البتہ مختلف احادیث میں بصراحت مذکور ہے کہ نبی ﷺ کی یہ شادی اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہی ہوئی تھی۔ (۱۳۰)

(۵) اور فرمایا:

﴿ يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآئِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ (۱۳۱)

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد کی طرف فوراً چل پڑا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو، یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اگر تمہیں کچھ سمجھ ہو۔ پھر جب نماز پوری ہو چکے تو تم زمین پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ اور وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولیت کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کی طرف دوڑنے کے لئے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ ایسے مشاغل اور تجارت سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ ہی سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے"

اس آیت کی تفسیر میں جناب امین احسن اصلاحی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے:

"جمعہ کی نماز، اس کی اذان اور اس کے خطبہ سے متعلق یہاں مسلمانوں کو جو ہدایات دی گئی ہیں اور ان کی ایک غلطی پر جس طرح تنبیہ کی گئی ہے، اس کا انداز شاہد ہے کہ جمعہ کے قیام سے متعلق ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام پائی ہیں، حالانکہ قرآن میں کہیں بھی جمعہ کا کوئی ذکر نہ اس سے پہلے آیا ہے نہ اس کے بعد ہے، بلکہ روایات سے ثابت ہے کہ اس کے قیام کا اہتمام ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر نبی ﷺ نے فرمایا اور لوگوں کو آپ ہی نے اس کے احکام و آداب کی تعلیم دی۔ پھر جب لوگوں سے اس کے آداب ملحوظ رکھنے میں کوتاہی ہوئی تو اس پر قرآن نے اس طرح گرفت فرمائی گویا براہِ راست اللہ تعالیٰ ہی کے بتائے ہوئے احکام و آداب کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس سے معلوم ہوا کہ رسولؐ کے دیئے ہوئے احکام بعینہٖ اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں۔ ان کا ذکر قرآن میں ہو یا نہ ہو، رسول کی طرف نسبت کی تحقیق تو ضروری ہے، لیکن اگر ثابت ہے تو انکار خود اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار ہے" (۱۲۲)

(۶) اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَوٰةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ﴾ (۱۲۳)

"اور جب نماز کے لئے پکارتے ہو (اذان) تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو بالکل عقل نہیں رکھتے"

مذکورہ بالا آیت نمبر۵ اور آیت نمبر۶ سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیات کے نازل ہونے سے پہلے بھی اذان ایک دینی عمل کی حیثیت سے رائج تھی لیکن قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں بتائی جاسکتی جس کے ذریعہ اذان کا حکم دیا گیا ہو۔

(۷) ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا ﴾ (۱۲۴)

"اور ان میں کوئی مرجائے تو اس پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھیئے"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول سے قبل ہی نماز جنازہ مشروع ہو چکی تھی اور رسول اللہ ﷺ اموات کے جنازوں پر نماز پڑھا کرتے تھے حالانکہ قرآن میں نازل ہونے والی اس سے پہلے کوئی آیت نہیں بتائی جاسکتی جس میں نبی ﷺ کو یا مسلمانوں کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

(۸) اور ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ ﴾ (۱۲۵)

"اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہارے ہاتھ آجائے گی"

کیا بغیر احادیث کی مدد کے کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ دو جماعتیں کون تھیں اور اللہ تعالیٰ جس وعدہ کو یہاں یاد دلا رہا ہے، وہ وعدہ قرآن کریم میں کہاں مذکور ہے؟ اگر قرآن میں نہیں ہے تو ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔

اس طرح کی اور بھی بہت سی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں لیکن بخوفِ طوالت ہم صرف ان چند مثالوں پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ اب ذیل میں سنتِ نبوی کے وحی من عند اللہ ہونے کے بارے میں بعض احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الا انی اوتیت القرآن و مثله معه، الا یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرّموه وان ماحرم رسول الله کما حرم الله" (۱۲۶)

"آگاہ رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کی مثل ایک اور چیز۔ عنقریب ایک سیر شکم آدمی مسند سے ٹیک لگائے یوں کہے گا کہ قرآن کا دامن تھامے رہو۔ جو چیز اس میں حلال ہو اس کو حلال سمجھو اور جو حرام ہو اسے حرام سمجھو لیکن خبردار رہو کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہو، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی مانند حرام ہے"

اس حدیث میں آں ﷺ کا یہ فرمانا کہ "مجھے کتاب جیسی ایک اور چیز دی گئی ہے" کے معنی یہ ہیں کہ مجھے کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ اس کی توضیح و تفسیر بھی بارگاہِ الٰہی سے عطا کی گئی ہے۔ اسی کے پیش نظر آپ ﷺ قرآنی آیات کی تخصیص فرماتے، ان کی تشریح و توضیح فرماتے، بعض احکام کو منسوخ فرماتے اور اس کے بعض احکام پر اضافہ فرماتے تھے۔ پس آں ﷺ کی بیان کردہ تفسیر قرآن اسی طرح واجب العمل اور لازم القبول ہوئی جس طرح کہ قرآن کریم واجبُ العمل اور لازم القبول ہے اور ظاہر ہے کہ یہ وجوب و لزوم، سنت کے وحی ہونے کے باعث ہی ہے۔ اسی حدیث میں اس معنی کا بھی احتمال ہے کہ وحی متلو کے علاوہ مجھے وحی غیر متلو بھی عطا کی گئی ہے۔ اس کی تائید آیت: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ سے ہوتی ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ:

"هذا الحديث يحتمل وجهين: أحدهما انه أُوتي من الوحي الباطن غير المتلو مثل ما أُوتي من الظاهر المتلو والثاني ان معناه انه أُوتي الكتاب وحيا يتلى وأُوتي مثله من البيان اى اذن له ان يبين ما فى الكتاب فيعم و يخص وان يزيد عليه فيشرع ماليس فى الكتاب له ذكر فيكون ذلك فى وجوب الحكم ولزوم العمل به كالظاهر المتلو من القرآن" (۱۲۷)

اور اسی طرح اس حدیث میں "مثله معه" کی تشریح میں علامہ خطابیؒ فرماتے ہیں: (۱۲۸)

"معناه على وجهين انه اوتى من الوحى الباطن غير المتلو مثل ما اوتى من الظاهر المتلو- اوتى الكتاب وحيا يُتلى و اوتى مثله من البيان اى اذن له ان يعم و يخص وان يزيد عليه وان يُشرّع ماليس فى الكتاب له ذكر فيكون ذلك فى وجوب الحكم و لزوم العمل كالظاهر المتلو من القرآن يعنى اوتيت القرآن واحكاما و مواعظ وامثالا تماثل القرآن فى كونها واجبة القبول او فى المقدار، فيه رد على الخوارج والروافض تعلقوا بظاهر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القرآن و ترکوا السنن التی قد ضمنت ببیان الکتب فتحیّروا و ضلّوا"

"حدیث کے مثل قرآن ہونے کی تشریح دو طرح کی جاسکتی ہے: اولاً جس طرح آپؐ کو وحی متلو عطا ہوئی، اسی طرح آپؐ کو وحی غیر متلو بھی عطا کی گئی ہے۔ ثانیاً آپؐ کو الکتاب بطور وحی دی گئی ہے۔ اس کے مثل آپ کو بیان و شرح پر مشتمل وحی بھی عطا ہوئی ہے یعنی آپؐ کو اجازت دی گئی ہے کہ آپؐ قرآن کے عموم کو خاص اور خصوص کو عام قرار دیں، قرآن سے زائد احکام بیان فرمائیں اور جن امور کا قرآن میں ذکر نہیں ہے، ان کو قانونی طور سے اُمت پر نافذ کریں۔ یہ مماثلت وجوبِ حکم اور لزومِ عمل کی بنا پر ہے یعنی مَیں قرآن دیا گیا ہوں اور احکام، مواعظ اور اَمثال بھی دیا گیا ہوں جن کا قبول کرنا قرآن کی طرح ہی لازم ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مقدار کے اعتبار سے مماثلت مراد ہو۔ اس میں ان خوارج و روافض کا ردّ موجود ہے جنہوں نے قرآن کے ظاہری الفاظ کو لے لیا اور قرآن کی تشریحات پر مشتمل سنن کو ترک کردیا اور گمراہی میں جاپڑے"

شارح سنن ابوداود، علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ نے بھی "مثلہ معہ" کی شرح میں تقریباً یہی بات تحریر فرمائی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"ای الوحی الباطن غیر المتلو او تاویل الوحی الظاهر و بیا نه تعمیم و تخصیص و زیادۃ و نقص او احکاما و مواعظ امثا لا تماثل القرآن فی وجوب العمل او فی المقدار" (۱۲۹)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: (۱۳۰)

"مذکورہ صدر حدیث میں اس سنتِ نبوی کی مخالفت سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے جس پر آں ﷺ نے عمل فرمایا ہو مگر قرآن میں اس کا تذکرہ نہ ہو۔ خوارج اور شیعہ وغیرہ کے گمراہ ہونے کی وجہ یہی ہے کہ وہ ظواہر قرآن سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں اور احادیثِ نبویہ کو ترک کرتے ہیں جن میں قرآن کریم کی شرح و تفسیر درج ہوتی ہے"

(۲) عبید اللہ ابن ابی رافع، اپنے والد سے اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا اُلفین اَحدکم متکئا علی اَریکته یأتیه الامر من اَمری مما امرت به او نهیت عنه فیقول لا اَدری ما وجدناه فی کتاب الله اتبعناه" (۱۳۱)

"میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنی مسہری پر مسند نشین ہو اور اس کے پاس جب میرے احکام میں سے کوئی امر یا نہی پہنچے تو وہ کہہ دے کہ میں اُنہیں نہیں جانتا۔ ہم نے جو کتاب اللہ میں پایا ہے، ہم صرف اسی کی اتباع کرتے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح رہے کہ بقول علامہ خطابیؒ: ابو رافع (مولی رسول اللہ ﷺ) اور مقدام بن معدیکرب کی مذکورہ بالا دونوں روایتیں متعدد کتبِ حدیث میں درج ہیں اور ان کی اسناد پر محدثین نے اعتماد کیا ہے" (۱۳۲)

(۳) شامی ثقہ تابعی حضرت حسان بن عطیہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ:

"كان جبريل عليه السلام ينزل علي رسول الله ﷺ بالسنة كما ينزل عليه با لقرآن و يعلمه كما يعلّمه القرآن" (۱۳۳)

"جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر سنت لے کر اسی طرح نازل ہوتے تھے جس طرح کہ آپ پر قرآن لے کر نازل ہوا کرتے تھے اور آپ کو سنت بھی اسی طرح سکھاتے تھے جس طرح کہ قرآن سکھاتے تھے" امام دارمیؒ نے اسے یحییٰ بن کثیر سے تخریج کیا ہے (۱۳۴) ــــ امام شاطبیؒ نے امام اوزاعیؒ سے نقل کیا ہے: "كان الوحي ينزل علي رسول الله ﷺ ويحضره جبريل بالسنة التي تفسير ذلك" (الموافقات للشاطبی ج ۴ ص ۲۶) یعنی "رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی اور جبریل علیہ السلام آپ کے پاس لے کر آتے تھے جو اس (وحی) کی تفسیر کر دیتی تھی"

بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں: (۱۳۵)

"كان جبريل ينزل با لقرآن والسنة و يعلمه اياها كما يعلمه القرآن"

امام مروزیؒ نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا:

"كان جبريل اذا نزل با لقرآن علي النبي ﷺ يأخذه بالغشوة فيلقيه علي قلبه فيسرى عنه وقد حفظه فيقروه واما السنن فكان يعلّمه جبريل ويشافهه به" (۱۳۶)

(۴) مکحول سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اتاني الله القرآن ومن الحكمة مثليه" (۱۳۷)

"مجھے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہے اور اس کے مثل دو چند حکمت بھی (عطا کی ہے)"

(۵) ابن شہاب نے عن الاعرج عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیات موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا (پھر آپؓ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:) ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ ﴾ اور ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ ﴾ (۱۳۸)

اس حدیث سے حضرت ابوہریرہؓ کے نزدیک سنت رسول اللہ کا وحی اور منزل من اللہ ہونا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوا۔

(۶) عامر بن سیاف کا قول ہے کہ میں نے امام اوزاعی کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ:

"اذا بلغک عن رسول اللہ ﷺ حدیث فایاک ان تقول بغیرہ فانہ کان مبلغا عن اللہ" (۱۳۹)

"اگر تیرے پاس رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پہنچے تو تجھے چاہئے کہ اس کے خلاف یا اس کے علاوہ کچھ کہنے سے پرہیز کرے کیونکہ وہ حدیث دراصل اللہ تعالیٰ کی جانب سے مبلغ ہے"

(۷) امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی "صحیح" میں ایک باب یوں باندھا ہے: ماکان النبی ﷺ یُسأل مما لم ینزل علیہ الوحی فیقول: لا ادری اولم یُجبْ حتی ینزل علیہ الوحی" (۱۴۰) اور اس باب کے تحت دو حدیثیں درج فرمائی ہیں جو موضوع زیر بحث پر صریح نص کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ حدیثیں حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ "سئل النبی ﷺ عن الروح فسکت حتی نزلت الایة" یعنی "نبی ﷺ سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ خاموش ہو گئے حتی کہ آپ پر آیت ﴿ وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ﴾ نازل ہوئی"۔

نوٹ: حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث مفصلاً باب " مایکرہ من کثرۃ السؤال ومن تکلف مالا یعنیہ وقولہ تعالی: ﴿ لَا تَسْـَٔلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِن تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ﴾ کے تحت درج ہے۔ (۱۴۱)

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ کی اپنے مرض الموت میں آں ﷺ سے اپنا مال تقسیم کرنے کے بارے میں استفسار والی حدیث جس میں واضح طور پر مذکور ہے:" فما اجابنی بشئی حتی نزلت آیة المیراث" یعنی نبی ﷺ نے مجھے قطعاً کوئی جواب نہیں دیا حتی کہ آیتِ میراث نازل ہوئی"

(۸) اسی طرح بعض دوسری احادیث میں بھی مذکور ہے مثلاً یعلیٰ بن امیہ کی حدیث کہ جس میں آں ﷺ سے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا جبکہ وہ جبّہ میں ملبوس تھے تو نبی ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا تھا حتی کہ وحی آئی پھر آپ نے اس کا جواب دیا" (۱۴۲)

(۹) "قصۃ العسیف" میں نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ "کیا میں تم دونوں کے مابین کتاب اللہ یعنی "اس کی وحی اور اس کے مثل چیز (یعنی سنت) سے فیصلہ نہ کروں؟" (۱۴۳)

(۱۰) حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دریافت کیا کہ:

"یارسول اللہ أی البلدان أحب الی اللہ وأی البلدان ابغض الی اللہ؟"

یعنی اے رسول اللہ ﷺ شہروں میں کون سی جگہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اور کون سی جگہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: "لا ادری حتی أسأل جبریل" مجھے معلوم نہیں حتی کہ میں جبریل سے پوچھوں" پھر جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں میں مساجد کا حصہ محبوب ترین ہے اور بازاروں کا حصہ مغضوب ترین ہے" (۱۴۴)

(۱۱) امام ابن حزم اندلسیؒ نے اپنی سند کے ساتھ ابن وھب سے نقل کیا ہے کہ امام مالکؒ نے فرمایا:

"کان رسول اللہ ﷺ یسأل عن الشئی فلایجیب حتی یأتیہ الوحی من السماء" (۱۴۵)

"یعنی اگر رسول اللہ ﷺ سے کسی بارہ میں کوئی سوال پوچھا جاتا تو آں ﷺ اس کا جواب نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ آپ کے پاس آسمان سے وحی آجاتی"

لیکن اس کے برخلاف جناب حمید الدین فراہی صاحب "مقدمہ نظام القرآن" کی فصل بعنوان "معروف و منکر" میں لکھتے ہیں:

"نبی کی روح بیدار خود بھی معروف و منکر کی شناخت کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ جن چیزوں کے بارے میں وحی کی رہنمائی موجود نہیں ہوتی، ان میں وہ اپنے الہام سے امت کو کوئی حکم اس وقت تک کے لئے دے دیتا ہے جب تک وحی نہ آجائے اور یہ کام اس کے منصب کا ایک قدرتی جزو ہوتا ہے" (۱۴۶)

جناب فراہی صاحب "احکام الاصول" میں مزید لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن مجید کی جہتِ مکنون کی طرف بھی رہنمائی فرمائی تھی۔ اس نے اس روح سے نبی کے قلب کو زندگی بخشی اور اس نور کی ہدایت دے کر آپ کو وہ علم بخشا جو آپ کو پہلے حاصل نہ تھا اس لئے آپ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کو سنت کی مستقل بنیاد سمجھا جائے گا" (۱۴۷)

اور فرماتے ہیں:

"رسول اللہ کا حکم یکساں طور پر از حکمت ہوتا ہے، خواہ وہ کتاب اللہ کی بنیاد پر ہو یا اس نور و حکمت کے مطابق جس سے خدا نے آپ کا سینہ بھر دیا تھا۔" (۱۴۸)

ان اقتباسات سے جناب خالد مسعود (مدیر "تدبر" لاہور) یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان اقتباسات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا فراہی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا منصب قرآن حکیم کی تبیین تھا۔اس منصب کا تقاضا یہ بھی تھا کہ آپ اپنی روح اور نور و حکمت کے باعث، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی، قرآن حکیم کے احکام کے علاوہ اپنے طور پر احکام دے سکتے تھے اور ان کی حیثیت وہی ہوتی جو وحی کے احکام کی ہوتی۔یہی احکام ہیں جن سے سنتِ رسول ﷺ عبارت ہے...... الخ" (۱۴۹)

غالباً جناب فراہی صاحب اور ان کے ہم فکر حضرات کا ماخذ ملّا علی قاری وغیرہ کا یہ قول ہے:

"بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مجتہد تھے اور آپ ﷺ کا اجتہاد بھی بمنزلہ وحی ہوتا تھا تاکہ آپ غلطی نہ کرسکیں۔اس کے باوجود بھی اگر کبھی کوئی خطا ہو جاتی تو آپ کو برخلاف دوسروں کے اس پر خبردار کردیا جاتا تھا۔" (۱۵۰)

جبکہ جملہ محدثین بالخصوص امام ابن حزم اندلسیؒ وغیرہ کا خیال یہ ہے کہ:

(۱۲) اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے متعلق فرماتا ہے: ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ کہنے کا حکم دیا: ﴿ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ اور ﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ ـــــ ان تمام آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر ارشاد دین میں داخل اور اللہ عزوجل کی جانب سے بھیجی گئی وحی ہے۔اس بارے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے، اور نہ اس بارے میں کسی اہل لغت یا کسی اہل شریعت نے اختلاف کیا ہے کہ اللہ عزوجل کی جانب سے نازل ہونے والی ہر وحی ذکرِ منزل ہے۔

اور "البیان" یعنی بیانُ القرآن کلام سے عبارت ہے۔پس جب نبی ﷺ قرآن کی تلاوت فرماتے تو اس کی تشریح و بیان بھی فرماتے۔اگر قرآن کا کوئی حکم مجمل ہوتا جس کے معنی الفاظ سے پوری طرح سمجھ میں نہ آسکتے ہوں تو موصولہ وحی کے ذریعہ اس کی توضیح فرماتے خواہ وہ وحی متلو ہو یا غیر متلو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مذکور ہے: ﴿ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ﴾ اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے کہ قرآن کی بیان و توضیح اللہ عزوجل کے ذمہ ہے۔پس اگر یہ اس کے ذمہ ہی ہے تو نبی ﷺ کا اس کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی جانب ہی سے ہوا۔پس قرآن اور اس کی تفسیر ہر چیز خواہ متلوّ ہو یا غیر متلو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی وحی ہوتی ہے" (۱۵۱)

(۱۳) علامہ حازمیؒ (۵۸۴ھ) فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جبریل علیہ السلام سنت بھی لے کر نازل ہوتے اور اسے رسول اللہ ﷺ کو سکھاتے تھے، چنانچہ آپ ایسی کوئی بات نہیں کہتے تھے جو تنزیل کے خلاف ہو الا یہ کہ آپ کا سابقہ کوئی قول تنزیل کے ذریعہ منسوخ ہو چکا ہو۔ پس تنزیل کا معنی رسول اللہ ﷺ کا ہر وہ قول ہے جو باسنادِ صحیح آپؐ سے ثابت ہو" (۱۵۲)

(۱۴) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ آیت: ﴿ وَاَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"فَالْكِتَابُ مَا يُتْلٰى وَالْحِكْمَةُ السُّنَّةُ وَهُوَ مَا جَاءَ بِهٖ عَنِ اللهِ بِغَيْرِ تِلَاوَةٍ"
یعنی "کتاب" وہ وحی ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے اور "حکمت" سنت ہے جو کہ بصورتِ وحی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر تلاوت کے آئی ہے" (۱۵۳)

(۱۵) امام سیوطیؒ (۹۱۱ھ) نے امام الحرمین الجوینیؒ (۴۸۷ھ) سے نقل کیا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کا کلام دو قسموں میں نازل ہوا ہے۔ ان میں سے ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام، کہ جن کو نبی ﷺ کی طرف بھیجا جاتا تھا، سے فرمایا کہ نبی ﷺ سے کہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِس طرح کرو، یا اللہ تعالیٰ نے اِس اِس طرح حکم دیا ہے۔ پس جبریل علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم کو سمجھا اور اس کو لے کر نبی ﷺ پر نازل ہوئے اور ان سے اپنے رب کا ارشاد بیان کیا۔ لیکن اس کے لئے کوئی عبارت مخصوص نہ ہوتی تھی، مثال کے طور پر بادشاہ یہ کہے کہ "فلاں سے کہو کہ ملک نے تیرے لیے یہ حکم دیا ہے": اِجتهد فی الخدمة واجمع جندك للقتال"، تو رسول اللہ ﷺ اسی بات کو اپنے الفاظ میں یوں بیان فرمائیں: ملک نے کہا ہے کہ: "لا تتهاون فی خدمتی ولا تترك الجند تتفرق وحثّهم علی المقاتلة" —— تو آں ﷺ کا یہ ارشاد نہ کذب پر محمول ہو گا اور نہ ہی ادائیگی رسالت کی تقصیر پر۔

اور کلام اللہ کی دوسری قسم وہ ہے: جب کہ اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیں کہ نبی ﷺ پر یہ کتاب قرات کرو تو جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے انہی کلمات کے ساتھ بلا تغییر نازل ہوں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ملک کوئی کتاب لکھ کر اپنے امین کو یہ کہہ کر دے کہ اسے فلاں شخص کو پڑھ کر سنا دینا تو وہ اس میں کوئی بھی کلمہ یا حرف اپنی طرف سے نہیں بدلتا" (۱۵۴)

امام سیوطیؒ امام الحرمینؒ کے مندرجہ بالا کلام کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

(۱۶) میں کہتا ہوں کہ ان دو قسموں میں سے قرآن کا تعلق دوسری قسم سے اور سنت کا تعلق پہلی قسم سے ہے، جیسا کہ وارد ہے کہ جبریل علیہ السلام جس طرح قرآن لے کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازل ہوتے تھے، اسی طرح سنت کے ساتھ بھی نازل ہوتے تھے۔ پس اس سے سنت کی بالمعنی روایت جائز ہوئی کیونکہ جبریل علیہ السلام نے اسے بالمعنی ادا فرمایا ہے لیکن قرآن کی بالمعنی قرات جائز نہیں ہے کیونکہ جبریل نے اسے باللفظ ہی ادا کیا تھا اور بالمعنی وحی کرنا جائز نہ سمجھتے تھے" (۱۵۵)

(۱۷) امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"وقول رسول الله ﷺ حجة لدلالة المعجزة علی صدقه ولا مر الله تعالی ایانا باتباعه ولا نه لا ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی ولکن بعض الوحی یتلی فیسمی کتابا وبعضه لا یتلی وهو السنة" (۱۵۶)

"یعنی رسول اللہ ﷺ کا قول حجت ہے اس لیے کہ معجزات آپ کے صدق پر دلالت کرتے ہیں اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اتباع کا حکم دیا ہے اور اس لیے بھی کہ آپؐ اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے بلکہ آپؐ کا کلام نرا وحی ہوتا ہے، جو کہ آپؐ کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض وحی کی تلاوت کی جاتی ہے پس اس کا نام کتاب (قرآن) ہے اور بعض وحی کی تلاوت نہیں کی جاتی اور یہی سنت ہے"

(۱۸) امام مروزیؒ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کی اجازت اور وحی کے ذریعہ ہی شرائع کو مشروع اور سنن کو مسنون بنایا ہے نہ کہ اپنی مرضی اور خواہشِ نفس کے مطابق، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کی شہادت یوں دی ہے: (۱۵۷)

﴿ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى، وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾

(۱۹) شیخ جمال الدین قاسمیؒ نے اپنی مشہور کتاب "قواعد التحدیث" میں جمہور محدثین کی اتباع میں ایک عنوان یوں قائم فرمایا ہے: "ماروی ان الحدیث من الوحی" (۱۵۸)

(۲۰) ابوالبقاء اپنی "کلیات" میں فرماتے ہیں:

"حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ کی جانب سے نازل کردہ وحی کی حیثیت سے قرآن و حدیث ایک ہی اور باہم وابستہ ہیں جس کی دلیل یہ آیت ہے: ﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾ (۱۵۹) ___ ان دونوں چیزوں میں اگر کچھ فرق ہے تو وہ اس حیثیت سے ہے کہ حدیث کے برخلاف قرآن اعجاز و تحدی کے ساتھ نازل ہوا ہے، اس کے الفاظ لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے ہیں، جن میں تصرف کا حق اصلاً نہ جبریل علیہ السلام کو حاصل ہے اور نہ رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو، لیکن احادیث اس بات کی متحمل تھیں کہ جبریل علیہ السلام پر ان کے حرفاً معانی نازل ہوں، جنہیں یا تو وہ عبارت کی شکل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں رسول اللہ ﷺ کو بیان کر دیں یا بذریعہ الہام آپ تک پہنچا دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنی فصیح عبارت میں اس کو بیان فرما دیں" (۱۶۰)

(۲۱) علامہ مفتی محمد شفیع "قرآن و سنت کی حقیقت" کے زیر عنوان تحریر فرماتے ہیں:

"آیت نمبر ۱۱۳ یعنی ﴿ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ﴾ الخ ـــــ میں کتاب کے ساتھ حکمت کو بھی داخل فرما کر اس طرح اشارہ کر دیا گیا ہے کہ حکمت جو نام ہے آنحضرت ﷺ کی سنت اور تعلیمات کا، یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی نازل کی ہوئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کے الفاظ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں، اس لیے داخلِ قرآن نہیں اور معانی اس کے اور قرآن کے دونوں اللہ ہی کی جانب سے ہیں، اس لیے دونوں پر عمل کرنا واجب ہے" (۱۶۱)

(۲۲) آں رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"علامہ شاطبیؒ نے موافقات میں پوری تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ سنت رسول اللہ ﷺ پوری کی پوری کتابُ اللہ کا بیان ہے، کیونکہ قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے: ﴿ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ﴾ اور حضرت صدیقہ عائشہؓ نے اس خلقِ عظیم کی تفسیر یہ فرمائی: کان خلقہ　القرآن، اس کا حاصل یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے جو بھی کوئی قول و فعل ثابت ہے وہ سب قرآن ہی کے ارشادات ہیں، بعض تو ظاہری طور پر کسی آیت کی تفسیر و توضیح ہوتے ہیں، جن کو عام اہل علم جانتے ہیں، اور بعض جگہ بظاہرِ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مگر رسول اللہ ﷺ کے قلبِ مبارک میں بطورِ وحی اس کا القاء کیا جاتا ہے وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ حسبِ تصریحِ قرآنی آپ کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں ہوتی، بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے: ﴿ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ﴾ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام عبادات، معاملات، اخلاق، عادات، سب کی سب بوحیِ خداوندی اور بحکمِ قرآن ہیں، اور جہاں کہیں آپ نے اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا ہے تو بالآخر وحی الٰہی سے اس پر کوئی نکیر نہ کرنے سے اس کی تصحیح اور پھر تائید کر دی جاتی ہے۔ اس لیے وہ بھی بحکمِ وحی ہو جاتا ہے۔" (۱۶۲)

(۲۳) جناب امین احسن اصلاحی بھی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"جس طرح نبی ﷺ نے احکامی آیات کے اجمالات کی وضاحت فرمائی۔ اسی طرح حکمت کے دقیق اشارات قرآن میں ہیں، ان کی وضاحت فرمائی۔ یہی چیز ہے جس کی بابت نبی ﷺ نے فرمایا: "الا انی اُوتیت　القرآن ومثلہ معہ" دیکھو، مجھے قرآن دیا گیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہے اور اس کے مثل اور بھی - اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ سنت مثلِ قرآن ہے، سنت اپنے ثبوت میں بھی ہم پایہ قرآن ہے۔ الخ" (۱۶۳)

خلاصہ کلام یہ کہ استدلال اور اخذ مسائل کے وقت حدیثِ نبوی کا حکم بھی قرآن کریم کی طرح وحی الٰہی کا ہی ہے کیونکہ اس کا علم بھی نبی ﷺ کو اسی طرح دیا گیا ہے جس طرح کہ قرآن کا لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ جس طرح نماز میں قرآن پڑھا جاتا ہے، اسی طرح حدیث بھی نماز میں پڑھی جاسکتی ہے۔

جمہور امت کی متفقہ رائے کے برخلاف ڈاکٹر غلام جیلانی برق اور ان کے ہم مشرب سنت نبوی کے مبنی بروحی ہونے کے منکر ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"جو احادیث قرآن، عقل اور حقیقت کے خلاف نہیں، ہم ان کے متعلق یہ حُسنِ ظن تو رکھ سکتے ہیں، وہ غالباً اقوالِ رسول ہوں گے لیکن پورے وثوق سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتے" (۱۶۴) ـــــ اور

"ـــــ ہمارے لئے صاف اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ ہم صرف قرآن حکیم پر ایمان لائیں اور قرآن سے مطابق احادیث پر حُسنِ ظن رکھیں اور ظاہر ہے کہ ایک ظنی چیز کو وحی کا درجہ نہیں دیا جاسکتا" (۱۶۵) ـــــ اور

"ہم صفحات گذشتہ میں کئی آیات سے واضح کرچکے ہیں کہ حضور ﷺ پر بذریعہ وحی صرف قرآن نازل ہوا تھا اور آپ کا کوئی اور قول وحی کا درجہ نہیں رکھتا۔ چونکہ قرآن میں صرف مہمات مسائل سے بحث کی گئی ہے اور چھوٹی موٹی تفاصیل کو انسانی عقل پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس لئے حضورؐ تمام غیر الہامی مسائل میں صحابہ سے مشورہ لیا کرتے تھے..... الخ" (۱۶۶)

ـــــ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان تمام ہفوات کا باطل اور سبیلُ المومنین سے منحرف ہونا اوپر پیش کی گئی بحث سے از خود ظاہر ہے، لہٰذا ہم مزید تبصرہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

سنتِ نبوی بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے

ہمارا یقین ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظ کو قرآن محفوظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اسی طرح حفاظِ حدیث کو بھی احادیثِ نبوی کی حفاظت کی توفیق بخشی ہے، کیونکہ اگر حدیث دین ہے تو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بھی حق تعالیٰ کو ہی ہونا چاہئے ورنہ دین ناقص رہ جائے گا۔ بعض لوگ بلاوجہ یہاں اس بے اطمینانی میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ رواۃ اور حفاظ حدیث "بہرحال تھے تو انسان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی، انسانی علم کے لئے جو حدیں فطرتاً اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھی ہیں، ان کے آگے تو وہ بھی نہیں جاسکتے تھے (پس) انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہ جاتا ہے اس سے تو ان (حفاظِ حدیث) کے کام بھی محفوظ نہ تھے" (۱۶۷) ___ لیکن یہ بے اطمینانی دراصل تحفظِ دین کے بنیادی فلسفہ اور طریقہ کار سے لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ جس طرح اجماعِ امت میں ہر فرد محفوظ نہیں ہوتا لیکن بحیثیتِ مجموعی مجتہدین کو عصمت کا مقام حاصل ہوتا ہے، ٹھیک یہی صورت حفاظِ قرآن کی بھی ہے۔ کسی نے ان کو غیر انسان یا اللہ کی مقرر کردہ فطری حدود سے ماوراء نہیں سمجھا ہے لیکن اس کے باوجود بھی کوئی ان کی انسانی کاوشوں کو بحیثیتِ مجموعی غیر محفوظ نہیں سمجھتا، پھر کیا وجہ ہے کہ احادیثِ نبوی کو روایت کرنے والے وہی صحابہ، رواۃ اور حفاظ جنہوں نے قرآن کو بھی حفظ و نقل کیا ہے، حفظ و روایت قرآن میں تو معتبر پائے جائیں لیکن روایتِ حدیث میں انہیں مشتبہ سمجھا جائے۔ اگر وہ لوگ نقل و روایت اور ضبط و حفاظت کے معاملہ میں تحریف و تساہل کے خوگر تھے تو جس طرح ان غیر محتاط رواۃ کی روایت کردہ احادیث ناقابل اعتماد ہیں، اسی طرح ان کی روایت و نقل سے آئی ہوئی آیات اللہ (قرآن) کا بھی اعتبار باقی نہیں رہنا چاہئے، لیکن ایسا کوئی بھی شخص نہیں کہتا۔

صدیوں سال قبل ان جیسے شکوک و شبہات کا علامہ شریک بن عبداللہ نخعی القاضی (م ۱۷۷ھ) نے کیا خوب جواب دیا تھا جب کہ بعض لوگوں نے آں رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ "ایک گروہ صفات کے متعلق احادیث پر شبہ کا اظہار بلکہ انکار کرتا ہے" یہ سن کر شریک بن عبداللہ نخعیؒ نے پوچھا کہ "وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟" لوگوں نے بتایا کہ "وہ ان احادیث میں طعن کرتے ہیں" آں رحمہ اللہ نے جواب دیا:

> "جن لوگوں نے ان احادیث کو نقل کیا ہے، انہیں لوگوں نے قرآن کو بھی نقل کیا ہے، اور یہ بات کہ نماز پانچ وقت کی ہے، اسی طرح حج بیت اللہ اور رمضان کے روزوں کی تفصیلات وغیرہ سبھی چیزیں انہی لوگوں سے منقول ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کو انہی احادیث کے ذریعہ پہچان سکتے ہیں، لہٰذا شبہ و انکار کی آخر کیا وجہ ہو سکتی ہے" (۱۶۸)

اب ہم ذیل میں قرآن کریم، سنتِ نبوی اور علماء و سلف کے اقوال کی روشنی میں سنت نبوی کے محفوظ ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے:

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ﴾ (۱۶۹)

"اور ہم نے آپ پر یہ ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو (اس کے احکام) کھول کر بیان کردیں جو ان کی طرف بھیجے گئے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس آیت میں لفظ "ذکر" کی تعیین کے متعلق اختلافِ رائے ہو سکتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی صحیح تعبیر رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والی ہر وحی (قرآن وسنت) ہے۔ اگر "ذکر" کے معنی صرف قرآن کریم سمجھے جائیں تو دوسری آیت: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ [170] کی رو سے سنت تو غیر محفوظ قرار پائے گی۔ اگر سنت غیر محفوظ ہوئی تو اس میں اکاذیب، اباطیل اور افتراءات کا دخل ممکن ہوا جو شریعت کے فساد وابطال کے لئے کافی ہے، حالانکہ دین کے غیر محفوظ ہونے کا سوائے ظن کسی کو نہیں ہے۔ پس "ذکر" کا اطلاق قرآن وسنت دونوں پر یکساں طور پر کرنا محقق ہوا۔ سلف وصالحین بھی لفظ "ذکر" سے قرآن وسنت دونوں ہی مراد لیتے رہے ہیں، چنانچہ جب حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے کسی نے پوچھا: "هذه الاحاديث الموضوعة" یعنی "ان موضوع احادیث کا کیا ہوگا؟" ــــ تو آں رحمہ اللہ نے جواب دیا:

تعیش لها الجهابذة ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ [171]

"اس کے لئے نقاد موجود ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے......"

علامہ حافظ ابن قیمؒ اور علامہ ابن حزم اندلسیؒ وغیرہما نے بھی "ذکر" کے معنی میں قرآن کے ساتھ سنت کو بھی داخل سمجھا ہے، جیساکہ آگے پیش کی جانے والی بعض عبارتوں سے واضح ہوگا۔ اگر اب بھی کوئی لفظ "ذکر" کو صرف قرآن کے لئے ہی خاص سمجھنے پر اصرار کرے تو سورۃ النحل کی آیت ۴۴ سے زیادہ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا یہ منصب ہی نکھر کر آئے گا کہ آں ﷺ کو عام انسانوں کے لئے قرآن مجید کی تبیین پر مامور کیا گیا ہے۔ اب تحفظِ حدیث کے منکرین کے اعتراض کو اس آیت کے مذکورہ مفہوم کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں ــــ اگر نبی ﷺ کے ذریعہ فرمائی گئی قرآن کریم کے مجمل احکام کی تبیین کو (نعوذ باللہ) ناقص، غیر محفوظ اور غیر یقینی سمجھا جائے یا یہ اشتباہ کہ آج اس کا اصل مضمون محفوظ نہیں رہا ہے تو اس سے منطقی طور پر قرآنی نصوص سے انتفاع کا بطلان لازم آئے گا ــــ پس اس بات پر یقین رکھنا ضروری ہے کہ جو شریعت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور آپؐ پر ہی مکمل کردی گئی، وہ یقیناً آج بھی مسلمانوں کے لئے مکمل، محفوظ اور باقی ہے، کسی بھی دور میں اس میں کوئی نقص یا نسخ واقع نہیں ہوا ــــ یہ بات بذاتِ خود اس کی حفاظت کے غیر معمولی ہونے کی بے نظیر دلیل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ غیر معمولی تحفظ اللہ عزوجل کے سوا کسی اور کی جانب سے ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض لوگ فتنہ وضعِ احادیث کے رونما ہونے کے باعث ذخیرۂ احادیث کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں، لیکن یہ بات انتہائی ناقابل یقین ہے کہ اللہ کے دین اور دشمن دین چیزوں (مثلاً کذب،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتراء، اختراعات اور موضوعات وغیرہ) کی جنگ میں اللہ کے دین کو شکست ہو جائے اور دشمنِ دین چیزیں اس پر غالب آجائیں یا پھر احکامِ شریعت میں باطل چیزوں کی اس قدر آمیزش ہو جائے کہ عالمِ اسلام میں سے کسی مسلمان کے لئے بھی حق و باطل میں تمیز کرنا محال ہو کر رہ جائے۔ اگر کوئی شخص ایسا کہتا یا سمجھتا ہے تو اس کے قول کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے دین میں فساد اور بگاڑ پیدا ہو چکا ہے اور احکامِ الٰہی میں ایسی باطل اشیاء کی آمیزش ہو گئی ہے کہ جن کو ماننے کا اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کو قطعاً حکم نہیں دیا تھا۔ اگر قائل کی یہ بات درست تسلیم کرلی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ دین کی حفاظت کرنے سے قاصر رہا یا پھر اپنے ہی دین کی تخریب سے یک گونہ رضامند ہوا ــــــ لیکن چونکہ یہ دونوں چیزیں ممکن نہیں ہیں لہٰذا قائل کا یہ قول کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ آج بھی سرمایہ حدیث کا بیشتر حصہ جوں کا توں محفوظ ہے۔ اگر فتنہ انگیز عوامل کی عاقبت نااندیش ریشہ دوانیوں کے باعث اس کا کچھ حصہ ضائع ہوا بھی ہے تو امت کو یقیناً اس کی ضرورت نہ تھی۔ ورنہ اللہ عزوجل نے جس طرح حدیثِ نبوی کے اس بڑے ذخیرہ کی حفاظت فرمائی ہے، اسی طرح اس مختصر سے حصہ کے تحفظ کی بھی کوئی نہ کوئی سبیل ضرور پیدا فرما دیتا۔ اس بارے میں حافظ ابن صلاح ؒ نے ایک نفیس بحث کے دوران کیا ہی عمدہ بات لکھی ہے:[۱۷۲]

> "جب احادیثِ نبویہ کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ عزوجل نے لے رکھا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ کوئی حدیث جمع و تدوین اور حفاظتِ بشری سے باہر رہ گئی ہو۔ لہٰذا بقول امام بیہقی ؒ اگر اب کوئی شخص ایسی حدیث لا کر بیان کرے جس کا وجود محدثین متقدین و متاخرین کی جوامع و مسندات و مصنفات میں سے کسی میں بھی نہ ہو تو وہ حدیث ناقابل قبول قرار دی جائے گی، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ وہ حدیثِ نبوی ہو اور ائمہ حدیث میں سے کسی نے اسے محفوظ نہ کیا ہو، جبکہ صاحبِ شریعت نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے"

امام سفیان ثوری ؒ کا مشہور قول ہے کہ "ماستر اللہ عزوجل احدا یکذب فی الحدیث" یعنی "اگر کوئی شخص (گھر کی چہار دیواری کے اندر بھی) حدیث کے بارہ میں جھوٹ بولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور ظاہر فرما دے گا"[۱۷۳]

سفیان ثوری ؒ کا ایک اور قول ہے کہ: "ملائکة حراس السماء واصحاب الحدیث حراس الارض" فرشتے آسمان کے نگہبان ہیں اور محدثین زمین کے"[۱۷۴] ــــــ اور امام عبداللہ بن مبارک ؒ کا قول ہے: "لو هم رجل فی السحر ان یکذب فی الحدیث لا صبح الناس یقولون فلان کذاب"[۱۷۵] ــــــ اور یزید بن زریع ؒ کا قول ہے: "لکل دین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرسان و فرسان هذا الدين اصحاب الاسانيد" (176) ——— اور امام دار قطنیؒ کا قول ہے کہ "یا اهل البغداد لا تظنوا ان احدا یقدر یکذب علی رسول الله ﷺ و انا حیی" یعنی "اے بغداد والو! یہ نہ سمجھ لو کہ تم میں سے کوئی نبی ﷺ پر جھوٹ باندھ سکتا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں" اسی طرح منقول ہے کہ "ان للاثر جهابذة کجهابذة الورق" (177) ——— یعنی "جس طرح چاندی کو پرکھنے والے ہوتے ہیں، اسی طرح حدیث کے نقاد بھی موجود ہیں" ——— اس طرح کے اور بھی بہت سے اقوال پیش کئے جاسکتے ہیں جن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے احادیث کو ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رکھنے کے لئے محدثین کرام سے کس قدر گراں قدر خدمات لی ہیں۔

حدیثِ نبوی کے محفوظ ہونے پر امام ابن حزم اندلسیؒ نے نہایت قابل قدر بحث درج فرمائی ہے، چنانچہ ایک مقام پر خبر واحد کی حجیت پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"خبر واحد میں شبہات اصلاً سند کی وجہ سے ہی ہیں لیکن جب ان احادیث کو رسول اللہ ﷺ سے براہ راست صحابہ کرام نے سنا تھا تو اس وقت نہ کوئی سند تھی اور نہ شک و شبہ، گویا تب دین محفوظ تھا تو کیا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے وعدہ کی مدت یہیں پر ختم ہوگئی؟ مستقبل کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ فرمایا کہ کذاب، وضاعین اور مفتری بہ آسانی سے دین حق پر غالب آگئے؟ اگر ایسا نہیں ہوا تو بلاشبہ دین تا قیامت محفوظ ہوگا، پس ثابت ہوا کہ یقیناً کسی عادل راوی سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچنے والی ہر متصل خبر واحد قطعی، موجبِ عمل اور موجبِ علم ہے" (178)

آں رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"دین مکمل ہے جیسا کہ آیت ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ جیسا کہ ﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾ سے واضح ہے۔ پس اگر متاخرین فقہاء کے خیال کے مطابق مکمل دین پر ظنون و اوہام غالب ہوجائیں اور حق و باطل اس طرح خلط ملط ہوجائے کہ ان کے مابین تمیز محال ہو تو حفاظتِ دین کا وعدہ کس طرح پورا ہوا؟ واضح رہے کہ آیتِ محولہ میں لفظ "الذکر" قرآن و سنت دونوں پر حاوی ہے۔ پس اگر متاخرین کے خیال کو درست مان لیا جائے تو یہ دین سے انسلاخ، شریعت میں تشکیک اور دین کے انہدام کے مترادف ہوگا" (179) ——— اور

"قرآن اور خبر صحیح میں سے بعض بعض کی طرف مضاف ہیں اور وہ دونوں اللہ عزوجل کی جانب سے منزل ہونے کے سبب دراصل ایک ہی چیز ہیں۔ وجوب اطاعت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب میں ان دونوں کا حکم ایک ہی ہے، جیسا کہ ہم اس باب میں اوپر بیان کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ اور ﴿ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ﴾ (۱۸۰) ـــــ ان آیات میں اللہ تعالیٰ یہ خبر دے رہا ہے کہ اس کے نبی ﷺ کا کلام تمام کا تمام وحی ہے اور وحی بلاخلاف ذکر ہے اور ذکر نصِّ قرآن کے مطابق محفوظ ہے" (۱۸۱)

آگے چل کر آں رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"نبی ﷺ کے متعلق خود اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾ (۱۸۲) ـــــ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ اعلان بھی کرنے کا حکم دیا ہے: ﴿ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ﴾ اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ اور ﴿ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ ـــــ پس واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر کلام دین میں وحی ہے اور بلاشک وشبہ وحی اللہ عزوجل کی جانب سے بھیجی جاتی ہے۔ اس بارے میں بھی اہل لغت اور اہل شریعت کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہر وحی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی "ذکر" ہے اور ہر وحی یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے حفاظت میں ہونے کے باعث محفوظ ہے۔

اور جن چیزوں کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے، ان کے متعلق یہ ضمانت موجود ہے کہ ان میں سے نہ کوئی چیز ضائع ہو سکتی ہے اور نہ ان میں کبھی کوئی ایسی تحریف ممکن ہے جس کا بطلان غیر واضح ہو۔ ایسے خدشات تو کسی عقل سے کورے شخص کے ذہن ہی میں جگہ پا سکتے ہیں۔ پس واجب ہے کہ جو دین محمد ﷺ ہمارے پاس لائے، وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت و تولیت کے باعث محفوظ اور ہر طالب کے لئے دنیا کے باقی رہنے تک اسی طرح ابلغ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ ﴾ (۱۸۳)

پس اگر معاملہ ایسا ہی ہے تو لازماً ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دین کے متعلق جو کچھ بھی فرمایا، اس میں سے کسی شے کے ضیاع کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس بات کا کوئی رستہ ہے کہ کوئی باطل اور موضوع چیز اس میں داخل ہو جائے اور اس قدر خلط ملط ہو جائے کہ کوئی شخص یقینی طور پر اس کی تمیز نہ کر سکتا ہو۔ اگر اس امکان کو جائز قرار دیا جائے تو ذکر غیر محفوظ ہو جائے گا حالانکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ ـــــ کوئی بھی مسلم ایسا نہیں سوچ سکتا کیونکہ اس سے آیت کی تکذیب اور اللہ کی طرف سے وعدہ خلافی کا اظہار ہوتا ہے (نعوذ باللہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اگر یہاں کوئی یہ کہے کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی مراد صرف قرآن کی حفاظت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، تمام وحی جو قرآن نہیں ہے، اس کی ضمانت اللہ کے ذمہ نہیں ہے۔ تو ہم اس سے یہ کہیں گے کہ یہ دعویٰ دلیل و برہان کے بغیر محض ایک جھوٹا دعویٰ ہے۔ "الذکر" کی یہ تخصیص بلا دلیل ہونے کے باعث باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴾ یعنی آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل نہ ہو، وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں ہے۔ لہٰذا اسم "الذکر" عام ہے اور ہر اس چیز پر واقع ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر بذریعہ وحی نازل فرمائی خواہ وہ قرآن ہو یا قرآن کی شرح سنت۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ﴾ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لئے قرآن کی توضیح و بیان کے لئے مامور تھے کیونکہ قرآن میں بہت سی چیزیں مجمل ہیں مثلاً صلاۃ، زکوۃ اور حج وغیرہ ـــــ ان چیزوں کے متعلق جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے الفاظ میں ہمارے لئے لازم قرار دیا ہے، ہم کچھ نہیں جان سکتے، الا یہ کہ ان الفاظ کی اس توضیح و تفسیر کی طرف رجوع کریں جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ پس اگر ان مجملاتِ قرآن کی بیان کردہ آں ﷺ کی تفسیر و بیان غیر محفوظ ہو یا اس کی سلامتی کی کوئی ضمانت موجود نہ ہو تو نصوصِ قرآن سے انتفاع باطل ہوا، جس سے ہمارے اوپر فرض کی گئی شریعت کا بیشتر حصہ باطل ہو جاتا ہے" (۱۸۴)

اگرچہ امام ابن حزم اندلسیؒ کے اس مدلل، مفصل اور واضح کلام کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن پھر بھی قارئینِ کرام کی دلچسپی کے پیش نظر بعض دوسرے مشاہیر کے اقوال بھی پیش خدمت ہیں:

حافظ ابن قیمؒ: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"فعلم ان کلام رسول اللہ ﷺ فی الدین کلہ وحی من عنداللہ فھو ذکر انزلہ اللہ" (۱۸۵)

"پس معلوم ہوا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کا دینی معاملات میں ہر ارشاد نزاوحیِ الٰہی ہے اور جب یہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی ہے تو اس "ذکر" کے حکم میں داخل ہے (جس کی حفاظت کا وعدہ و ذمہ اللہ عزوجل نے لے رکھا ہے)"

شیخ عبدالجبار عمرپوریؒ فرماتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جس طرح پروردگار قرآن کا حافظ و نگہبان ہے، اسی طرح حدیث کا بھی ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ (۱۸۶) ـــــ یعنی ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم اس کے نگہبان ہیں جبکہ قرآن و حدیث دونوں کی ضرورت ہیں تو یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ خدا صرف قرآن کی حفاظت کرے اور حدیث کو بغیر حفاظت کے چھوڑ دے۔ اس نے حفاظت کے لئے ائمہ محدثین کو پیدا کیا جنہوں نے ایک ایک حدیث کے لئے دور دراز سفر طے کئے اور راویوں کی جانچ پڑتال میں بہت کوششیں فرمائیں، لفظ لفظ کی تحقیق میں دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بڑی بڑی کتابیں اس بارے میں تالیف فرمائیں۔ صحیح کو ضعیف سے اور ناسخ کو منسوخ سے الگ کر دکھایا۔ غرض حدیث پر عمل کرنے کے لئے کوئی عذر و حیلہ باقی نہ چھوڑا.... الخ" (۱۸۷)

جناب مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

"جب قرآن فہمی کے لئے تعلیم رسول ضروری ہے، اس کے بغیر قرآن پر صحیح عمل ناممکن ہے تو جس طرح قرآن قیامت تک محفوظ ہے، اس کا ایک ایک زیر و زبر محفوظ ہے ضروری ہے کہ تعلیماتِ رسول بھی مجموعی حیثیت سے قیامت تک باقی اور محفوظ رہیں ورنہ محض الفاظِ قرآن کے محفوظ رہنے سے نزول قرآن کا اصلی مقصد پورا نہ ہو گا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تعلیماتِ رسول ﷺ وہی ہیں جن کو سنت یا حدیثِ رسول کہا جاتا ہے، اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کی طرف سے اگرچہ اس درجہ میں نہیں ہے جس درجہ کی حفاظتِ قرآن کے لئے موعود ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ "ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے، ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں" ـــــ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کے الفاظ اور زیر و زبر تک بالکل محفوظ چلے آتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح محفوظ رہیں گے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کے الفاظ اگرچہ اس طرح محفوظ نہیں لیکن مجموعی حیثیت سے آپ ؐ کی تعلیمات کا محفوظ رہنا آیتِ مذکورہ کی رو سے لازمی ہے، اور بحمد اللہ آج تک وہ محفوظ چلی آتی ہیں، جب کسی طرف سے اس میں رخنہ اندازی یا غلط روایات کی آمیزش کی گئی، ماہرینِ سنت نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ نکھار کر رکھ دیا اور قیامت تک یہ سلسلہ بھی اسی طرح رہے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں قیامت تک ایسی جماعت (اہل حق اور اہل علم) قائم رہے گی، جو قرآن و حدیث کو صحیح طور پر محفوظ رکھے گی اور ان میں ڈالے گئے ہر رخنہ کی اصلاح کرتی رہے گی۔" (۱۸۸)

آں رحمہ اللہ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"اگر آج کوئی شخص اس ذخیرہ حدیث کو کسی حیلے بہانے سے ناقابل اعتماد کہتا ہے تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا صرف مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس حکمِ قرآن کی خلاف ورزی کی کہ مضامین قرآن کو بیان نہیں کیا یا یہ کہ آپؐ نے تو بیان کیا تھا مگر وہ قائم و محفوظ نہیں رہا، بہر دو صورت قرآن بحیثیتِ معنی کے محفوظ نہ رہا جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود حق تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے ﴿ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ﴾ اس کا یہ دعویٰ اس نصِ قرآن کے خلاف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص سنتِ رسولؐ کو اسلام کی حجت ماننے سے انکار کرتا ہے، وہ درحقیقت قرآن ہی کا منکر ہے۔ نعوذ باللہ" (۱۸۹)

آں رحمہ اللہ "معارف القرآن" میں ایک اور مقام پر "قرآن کی طرح حدیث کی حفاظت" کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام نے حدیث کو احتیاط کے ساتھ لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام فرمایا تھا تو حدیث کی حفاظت بھی ایک درجہ میں قرآن کی حفاظت کے قریب قریب ہوگئی، اس معاملہ میں شبہات نکالنا درحقیقت قرآن میں شبہات نکالنا ہے۔ واللہ اعلم" (۱۹۰)

جناب حبیبُ الرحمٰن اعظمی" لکھتے ہیں: (۱۹۱)

"آپ کی تشریحات و بیانِ قرآن کا قرآن کے ساتھ ساتھ باقی رہنا ضروری ہے"

اور محترم مولانا مودودی صاحب" ایک مقام پر لکھتے ہیں: (۱۹۲)

"اگر یہ لوگ حق پرست اور انصاف پسند ہوں تو انہیں نظر آئے کہ محدثین کرام نے عہد رسالت اور عہد صحابہ کے آثار و اخبار جمع کرنے اور ان کو چھانٹنے اور ان کی حفاظت کرنے میں وہ محنتیں کی ہیں جو دنیا کے کسی گروہ نے کسی دور کے حالات کے لئے نہیں کیں۔ انہوں نے احادیث کی تنقید و تنقیح کے لئے جو طریقے اختیار کئے، وہ ایسے ہیں کہ کسی دور گذشتہ کے حالات میں تحقیق کے ان سے بہتر طریقے عقل انسانی نے آج تک دریافت نہیں کئے۔ تحقیق کے زیادہ سے زیادہ معتبر ذرائع جو انسان کے امکان میں ہیں، وہ سب اس گروہ نے استعمال کئے اور ایسی سختی کے ساتھ استعمال کئے ہیں کہ کسی دور تاریخ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ درحقیقت یہی چیز اس امر کا یقین دلاتی ہے کہ اس عظیم الشان خدمت میں اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق شامل حال رہی ہے اور جس خدا نے اپنی آخری کتاب کی حفاظت کا غیر معمولی انتظام کیا ہے، اسی نے اپنے آخری نبی کے نقوشِ قدم اور آثار ہدایت کی حفاظت کے لئے بھی وہ انتظام کیا ہے جو اپنی نظیر آپ ہی ہے"

سنت نبوی کے محفوظ، مصئون اور مامون ہونے کی ایک دلیل رسول اللہ ﷺ کی یہ پیشین گوئی بھی ہے:

"يحمل هذا العلم من كل خلف عدوّ له ينفون عنه تحريف الغالين و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتحال المبطلين وتاويل الجاهلين" (۱۹۳)

یعنی "اس علم (حدیث) کے حامل ایک دوسرے کے پیچھے ہمیشہ ایسے عادل لوگ ہوں گے، جو اسے تجاوز کرنے والوں کی تحریف، باطل پرستوں کی گھڑی ہوئی باتوں اور جاہلوں کی تاویل سے پاک کرتے رہیں گے" (۱۹۴)

سرمایہ حدیث کے محفوظ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جمہور امت نے اسے متفقہ طور پر محفوظ سمجھ کر تصدیقاً و عملاً قبول کیا ہے اور چونکہ پوری امت گمراہی پر کبھی جمع نہیں ہو سکتی لہٰذا یوں بھی ہمارا نقطہ نظر ثابت ہوا، فالحمدللہ علی ذلک ـــــ لیکن ائمہ محدثین کے اس صریح و صحیح نقطہ نظر کے برعکس ڈاکٹر غلام جیلانی برق، سنتِ نبوی کے منجانب اللہ محفوظ و مصئون ہونے کے منکر ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

"بہرحال وحی کسی طریقے سے آئے وہ وحی ہے۔ واجبُ التعمیل اور واجبُ الحفاظت ہے۔ قرآن کے متعلق اللہ کا یہ ارشاد موجود ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ ـــــ یہ ذکر اور ہدایت ہم نے نازل کی اور ہم اس کی حفاظت کریں گے ـــــ قرآن کی ایسی حفاظت ہوئی کہ تمام عالم نے ہماری کتاب کی صحت پر شہادت دی لیکن حدیث! توبہ ہی بھلی، اس کا تو وہ ستیاناس ہوا کہ اس سے زیادہ محرف اور مسخ شدہ لٹریچر دنیا کے صفحہ پہ موجود نہیں۔ الخ" (۱۹۵)

انجمن اسوۂ حسنہ پاکستان کے مؤسس مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی کے ہم مشرب جناب نظام الدین (معتمد عمومی: الرحمٰن پبلشنگ ٹرسٹ، کراچی) بھی مؤسس موصوف کی کتاب "مذہبی داستانیں اور ان کی حقیقت" جلد چہارم کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں:

" ـــــ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ یعنی ہم ہی نے یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جبکہ احادیث کے لئے ایسی کوئی ضمانت نہیں ہے ـــــ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے، الخ" (۱۹۶)

افسوس کہ مولانا حمید الدین فراہی صاحب بھی محدثین کی روش کے خلاف "مقدمہ نظام القرآن" میں لکھتے ہیں:

"یہ ہمارے بعض بھائیوں کا غلو ہے کہ وہ حفاظتِ قرآن کی طرح حفاظتِ حدیث کے قائل ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ بخاری اور مسلم میں جو کچھ روایت ہو گیا ہے، اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں، حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی طرف منسوب روایات میں نہایت بھونڈا اختلاف نقل ہوا ہے" (۱۹۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولِ شریعت میں حدیث و سنت کی ثانوی حیثیت ناقابل قبول ہے

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ استنباطِ مسائل کے لئے شریعت میں سنت کو قرآن کے بعد دوسرا درجہ دیا جاتا ہے جس سے سنت پر قرآن کی تقدیم لازم آتی ہے۔ اس بارے میں قدیم و جدید تمام مقلدین اور بعض اہلحدیث، سب ہی حضرات متفق نظر آتے ہیں۔

امام شاطبیؒ نے "الموافقات" میں سنت پر تقدیم کی متعدد وجوہ بیان کی ہیں جو یہ ہیں:

"اول: کتاب اللہ قطعی اور سنت مظنون ہے۔ اگر سنت صحیح ہو تو اس میں قطعی چیز صرف من جملہ ہوتی ہے بلحاظ تفصیل نہیں ہوتی جبکہ کتاب من جملہ و تفصیل ہر دو طرح مقطوع ہے اور جو چیز مقطوع ہو، وہ مظنون پر مقدم ہوتی ہے، لہٰذا سنت پر کتاب اللہ کی تقدیم لازم آئی۔

دوم: سنت میں یا تو کتاب اللہ کی تبیین و تفسیر ہوتی ہے یا اس پر زیادت، پس اگر سنت میں بیان و تفسیر ہو تو بلحاظ اعتبار، مبیّن کے مقابلہ میں اس کا درجہ دوسرا ہوا کیونکہ سقوطِ مبین سے سقوطِ بیان لازم آتا ہے لیکن سقوطِ بیان سے سقوطِ مبین لازم نہیں ہے۔ اور یہی اس کا مرتبہ ہے پس تقدیم میں کتاب اللہ اولیٰ ہے۔ اگر سنت میں بیان نہ ہو (بلکہ زیادت ہو) تو اس کو اس وقت تک معتبر نہیں سمجھا جائے گا جب تک کہ کتاب اللہ میں اس کی اصل نہ مل جائے اور یہ بھی کتاب اللہ کی تقدیم ہی کی دلیل ہے۔

سوم: اس بات پر اخبار و آثار مثلاً حضرت معاذ کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس میں آں رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ نے دریافت فرمایا تھا: کیف تقضی اذا عرض لک قضاء؟ یعنی "اگر تمہارے سامنے کوئی مقدمہ پیش ہو تو کیسے فیصلہ کرو گے؟" انہوں نے جواب دیا: "أقضی بکتاب اللہ" یعنی "کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا"۔ آپؐ نے پوچھا کہ "اگر تمہیں اس کا حل کتاب اللہ میں نہ ملے تو؟ عرض کیا: تو "اللہ کے رسول کی سنت سے فیصلہ کروں گا" پھر پوچھا کہ "اگر اللہ کے رسول کی سنت میں بھی اس کا حل نہ ملا تو؟" انہوں نے عرض: "اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا..... الخ" (حدیث)[198]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "باب الفرق بین اہل الحدیث و اصحاب الرائے" کے زیرِ عنوان تطبیق بین النصوص، استنباطِ مسائل اور اجتہاد و رائے کے لئے معیاری اصول و قواعد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"كان عندهم انه اذا وجد في المسألة قران ناطق فلا يجوز التحول الى غيره واذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه فاذا لم يجدوا في كتاب الله اخذوا بسنة رسول الله ﷺ الخ" (۱۹۹)

یعنی "محدثین کے نزدیک جب قرآن میں کوئی حکم صراحۃً موجود ہو تو کسی دوسری چیز کی طرف توجہ کرنا جائز نہیں لیکن اگر قرآن میں تاویل کی گنجائش ہو اور مختلف مطالب کا احتمال ہو تو حدیث کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ اگر قرآن کسی حکم کے متعلق خاموش ہو تو عمل رسول اللہ ﷺ کی حدیث پر ہوگا"

حافظ ابن عبدالبرؒ نے بھی سنتِ نبوی کو قرآن کے بعد کا درجہ دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"بعد كتاب الله عز وجل سنن رسول الله ﷺ فهي المبيّنة لمراد الله عز وجل من مجملات كتابه والدالة على حدوده والمفسرة له...الخ" (۲۰۰)

یعنی "اللہ عزوجل کی کتاب کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سنن ہیں جو کتاب اللہ کے مجملات سے اللہ عزوجل کی مراد بیان کرتی ہیں، اس کی حدود پر دلالت کرتی اور اس کی تفسیر و توضیح کرتی ہیں"

جناب حمید الدین فراہی صاحب کا حدیث کے بارے میں نقطہ نظر یہ ہے کہ وہ قرآن کو اصل اور حدیث کو ایک فرع کی حیثیت دیتے ہیں۔ چنانچہ مقدمہ "نظام القرآن" میں تفسیر کے خبری ماخذ کے تحت لکھتے ہیں: (۲۰۱)

"اصل و اساس کی حیثیت قرآن کو حاصل ہے، اس کے سوا کسی چیز کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے۔ باقی فرع کی حیثیت سے تین ہیں۔ اول: وہ احادیثِ نبویہ جن کو علمائے امت نے پایا، دوم: قوموں کے وہ ثابت شدہ احوال جن پر امت نے اتفاق کیا، سوم: گذشتہ انبیاء کے صحیفوں میں جو کچھ محفوظ رہ گیا ہے۔ اگر ان تینوں میں ظن اور شبہ کو دخل نہ ہوتا تو ہم ان کو فرع کے درجہ میں نہ رکھتے بلکہ سب کی حیثیت اصل کی قرار پاتی"

آں موصوف مزید فرماتے ہیں: (۲۰۲)

"ایک اور قابل لحاظ حقیقت یہ ہے کہ قرآن سے جو کچھ ثابت ہے، اس میں اور فروع سے جو کچھ معلوم ہو، اس میں فرق کرنا چاہئے۔ دونوں کو خلط ملط نہیں کرنا چاہئے کیونکہ قرآن میں جو کچھ ہے وہ قطعی ثابت ہے اور فروع میں وہم و ظن کی بہت کچھ گنجائش ہے"

اور کتاب "اصول التاویل" میں لکھتے ہیں:

"قرآن کو سمجھے بغیر اگر آپ حدیث کی طرف دیوانہ وار رجوع کریں جبکہ اس میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحیح و سقیم دونوں طرح کی روایات ملی ہوئی ہیں تو دل میں کوئی ایسی رائے بیٹھ جاتی ہے جس کی قرآن میں کوئی اصل نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی وہ قرآن کی ہدایت کے مخالف بھی ہوتی ہے۔ اس کی بناء پر آپ تاویلِ قرآن میں کسی سقیم حدیث پر اعتماد کرلیتے ہیں اور اس طرح حق باطل کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتا ہے۔ سیدھا رستہ یہ ہے کہ آپ قرآن سے ہدایت حاصل کریں، اسی پر اپنے دین کی بنیاد رکھیں۔ اسکے بعد احادیث پر غور کریں۔ اگر بادیٔ النظر میں ان کو قرآن سے بیگانہ پائیں تو ان کی تاویل کتاب اللہ کی روشنی میں کریں۔ اگر مطابقت پیدا ہو جائے تو اس سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو قرآن پر عمل کرنا اور حدیث کے معاملہ میں توقف کرنا ضروری ہے اس طرز عمل کی بنیاد یہ ہے کہ ہمیں پہلے اللہ کی اطاعت کا اور پھر رسول کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔ اگرچہ یہ بات صحیح ہے کہ رسول کی اطاعت، اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے کلام کو رسول اللہ سے مروی کلام پر مقدم رکھا جائے تو اس نے حکم میں ترتیب کیوں قائم کی؟" (۲۰۳)

فراہی مکتبِ فکر کے ترجمان جناب خالد مسعود صاحب اپنے مضمون "حدیث و سنت کی تحقیق کا فراہی منہاج" کے زیرعنوان تحریر فرماتے ہیں:

"اس سے معلوم ہوا کہ ارشاداتِ نبویہ کو دین و شریعت کی بنیاد ماننے اور سنت کی تشریعی حیثیت کے قائل ہونے کے ساتھ ساتھ مولانا فراہیؒ روایتِ حدیث کو یہ حیثیت دینے کو اس لئے تیار نہیں کہ روایت میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور اس طرح اس میں وہم و ظن کو دخل ہو جاتا ہے..... الخ" (۲۰۴)

آنجناب آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

"حدیث کو اصل نہ ماننے کی وجہ، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، مولانا کے نزدیک یہ ہے کہ احادیث میں صحیح و سقیم کی تمیز ایک مشکل کام ہے اور دین کی بنیاد کسی غلط روایت پر رکھنا بے حد خطرناک ہے۔ لہٰذا وہ مُصر ہیں کہ دین کے ہر معاملہ کی بنیاد قرآن کی نصوص ہی پر قائم کرنی چاہیے" (۲۰۵)

اور جناب جاوید احمد غامدی صاحب لکھتے ہیں:

"سنت قرآن مجید کے بعد دین کا دوسرا قطعی ماخذ ہے۔ ہمارے نزدیک یہ اصول ایک ناقابل انکار علمی حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے۔ الخ" (میزان ج ۱ ص ۷۹)

اور جناب امین احسن اصلاحی صاحب اپنی تفسیر کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

"تفسیر کے ظنی ماخذوں میں سب سے اشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ چیز ذخیرۂ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث و آثار ہے۔ اگر ان کی صحت کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہو تا تو تفسیر میں ان کی وہی اہمیت ہوتی جو اہمیت سنتِ متواترہ کی بیان ہوئی۔ لیکن ان کی صحت پر اس طرح کا اطمینان چونکہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس وجہ سے اس سے اسی حد تک فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے جس حد تک یہ قطعی اصولوں سے موافق ہوں جو اوپر بیان ہوئے ہیں.... الخ" (۲۰۶)

یہی بات آں محترم نے اپنی ایک اور کتاب "مبادیِ تدبر قرآن" میں معمولی تغیر کے ساتھ یوں بیان فرمائی ہے: (۲۰۷)

"تفسیر کے ظنی ماخذوں میں سب سے اشرف اور سب سے زیادہ پاکیزہ احادیث و آثار صحابہ ہیں۔ اگر ان کی صحت کی طرف سے پورا پورا اطمینان ہو تا تو تفسیر میں ان کو وہی اہمیت حاصل ہو جاتی جو اہمیت سنت متواترہ کی بیان ہوئی ہے لیکن چونکہ ان کی صحت پر پورا پورا اطمینان نہیں کیا جاسکتا، اس لئے ان سے تفسیر میں اسی حد تک فائدہ اٹھایا جائے گا جہاں تک یہ ان قطعی اصولوں کی موافقت کریں جو اوپر بیان ہوئے ہیں"

گویا جناب اصلاحی صاحب کو احادیث و آثار کے سب سے زیادہ اشرف اور پاکیزہ ہونے کے اعتراف کے باوجود ان کی صحت پر پورا اطمینان نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی حدیث ان کے اپنے خود ساختہ "قطعی اصولوں" کے موافق آجائے تو اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں ورنہ اسے ناقابلِ اطمینان سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب حبیبُ الرحمٰن اعظمی صاحب، "معارف الحدیث" مصنفہ منظور نعمانی صاحب پر مقدمہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بلاشبہ قرآن پاک دین و شریعت کی اصل و اساس ہے اور اَدلّۂ شرع میں وہی سب سے مقدم اور سب سے محکم ہے مگر اس کا کام صرف اصول بتانا ہے۔ تفریع و تفصیل اور توضیح و تشریح حدیث و سنت کا وظیفہ ہے" (۲۰۸)

اور علمائے اہلحدیث میں سے ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صاحب فرماتے ہیں:

"لا شك ان السنة في المرتبة الثانية من القران من جهة الاحتجاج بها والرجوع اليها لاستنباط الاحكام الشرعية بحيث ان المجتهد لا يرجع الى السنة للبحث عن واقعة الا اذا لم يجد في القران حكم ما اراد معرفة حكمه لان القران اصل التشريع و مصدره الاول، فاذا نص على حكم اتبع واذا لم ينص على حكم الواقعة رجع الى السنة فان وجد فيها حكما اتبع" (۲۰۹)

"بے شک شرعی احکام کے استنباط کے لئے احتجاج اور رجوع کے اعتبار سے سنت قرآن سے دوسرے درجہ میں ہے کیونکہ کوئی مجتہد کسی واقعہ کے متعلق بحث و تمحیص سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سنت کی طرف اس وقت تک رجوع نہیں کرتا جب تک کہ مطلوبہ حکم کی معرفت قرآن میں نہ پائی جاتی ہو۔ اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن، تشریع کی اصل اور اس کا پہلا مصدر ہے لہٰذا اگر قرآن میں کسی حکم پر نص موجود ہو تو مجتہد اس کی اتباع کرتا ہے، لیکن اگر قرآن میں کسی معاملہ یا واقعہ کے متعلق حکم پر نص موجود نہ ہو تو وہ سنت کی طرف رجوع کرتا ہے، پس اگر اس میں وہ حکم مل جائے تو اس کی اتباع کی جاتی ہے"

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

"فالسنة اما ان تكون مفسرة لمجملات القران واما ان تكون مستقلة فى التشريع بماليس فى القران وهذا يجعل الحديث فى المرتبة الثانية من القران، ويبدو كذا ان الشرع الاسلامى يتكون من الاصلين معا القران والحديث، مصداقا لقوله ﷺ: تركت فيكم امرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنتى" (۲۱۰)

"پس سنت قرآن کے مجملات کے مفسر ہونے کے ساتھ ان امور کے بارے میں ایک مستقل تشریعی حیثیت رکھتی ہے جو قرآن کریم میں مذکور و منصوص نہیں ہیں، لہٰذا یہ چیز حدیث کو قرآن سے دوسرے مرتبہ میں رکھنے کی متقاضی ہے اور اسلامی شریعت کے ایک ساتھ دو اصل، قرآن و سنت، سے ماخوذ ہونے کو مؤکد کرتی ہے بمصداق ارشاد ﷺ: "میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ جاتا ہوں، جب تک سختی کے ساتھ ان پر جمے رہے تو گمراہ نہ ہوگے، وہ چیزیں کتاب اللہ اور میری سنت ہیں"

محترم ڈاکٹر سلفی صاحب حفظہ اللہ اوائل کتاب میں بھی مختلف مقامات پر تقریباً یہی بات لکھ چکے ہیں مثلاً:

"وانما تكون طاعته بالتزام سنة والعمل بحديثه والاخذ بمضمونه الصحيح فى مسائل الدين واعتباره الاصل الثانى من اصول التشريع بعد القرآن المجيد" (۲۱۱)

"فالصحابة (۲۱۲) رضوان الله عليهم اجمعين لم يرضوا ترك السنة كان عليها رسول الله ﷺ ولم يقبلوا مع السنة راى احد —— وكذلك التابعون والائمة والعلماء من بعدهم، فراهم قد اجمعوا على ان السنة مصدر تشريعى بعد القرآن لا يكمل الدين الا بهما" (۲۱۳) —— اور

"بهذا كله ظهر لنا ان السنن النبوية مصدر ثان من مصادر التشريع باتفاق علماء الامة" (۲۱۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح القرآن سوسائٹی لندن کے صدر جناب مولانا صہیب حسن بن شیخ عبدالغفار حسن رحمانی حفظہما اللہ فرماتے ہیں:

"Hadith is the second source of Islam after the Quran...." (۲۱۵)

اس بارے میں اور بہت سے لائقِ احترام علمائے اہلحدیث و احناف کے اقتباسات پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن ہم بخوفِ طوالت انہی چند اقتباسات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ مولانا حمید الدین فراہی صاحب اور ان کے مخصوص مکتبِ فکر کے ترجمان کا نقطہ نظر ہم نے یہاں بطور خاص نقل کیا ہے۔ محترم ڈاکٹر سلفی اور جناب صہیب حسن صاحبان کا تذکرہ ضمناً صرف یہ واضح کرنے کے لئے آگیا ہے کہ چند علمائے اہلحدیث بھی اس بارے میں اِن افکار سے متاثر ہیں ـــــ بہرحال سنت پر قرآن کی تقدیم کے جو اسباب مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوئے، ان کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) سنت قطعی نہیں بلکہ مظنون ہے، اس میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے یا ظن اور وہم کو بھی اس میں دخل ہے۔

(۲) سنت قرآن کی بیان و تفسیر ہونے کی بناء پر بلحاظِ اعتبار قرآن سے فروتر ہوئی ـــــ لیکن یہ دعویٰ درست نہیں ہے کیونکہ محققین علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بیان و مبیّن مساوی المرتبت ہوتے ہیں، بلکہ بعض اوقات مبین چیز مجمل پر مقدم ہوتی ہے۔

(۳) سنت میں ایسی زیادت کا غیر معتبر ہونا جس کی اصل قرآن میں نہ ملتی ہو ـــــ یہ بھی ایک بے اصل بات ہے۔

(۴) حضرت معاذؓ کی حدیث سے استدلال ـــــ یہ حدیث اصلاً منکر ہے۔

(۵) احادیث میں صحیح و سقیم کی تمیز ایک دشوار کام ہے ـــــ یہ عذرِ لنگ وجہ تقدیم سے زیادہ علم حدیث سے بے بضاعتی اور عدمِ ممارست کا مظہر ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے اطاعت کے بارے میں یوں ترتیب قائم فرمائی کہ ہمیں پہلے اللہ کی اطاعت کا پھر رسول کی اطاعت کا حکم ہوا ـــــ یہ بات بھی جہل مرکب سے کم نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں صراحۃً بیان کیا گیا ہے کہ ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ یعنی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اصلاً اللہ ہی کی اطاعت ہے۔ جہاں تک قرآن میں اس حکم کی ترتیب سے استدلال کرنے کا تعلق ہے تو وہ بھی قواعدِ لسانیات کی روشنی میں درست نہیں ہے کیونکہ جن آیات سے اس پر استدلال کیا گیا ہے ان میں اطاعتِ الٰہی کے حکم کے ساتھ اطاعتِ رسول کا حکم یا قرآن مذکور ہے نہ کہ باعتبار ترتیب: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ﴾ اور ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ میں "واؤ" امر اطاعت کے اعادہ کے ساتھ واؤ عطف یا مطلق اشتراک کا فائدہ دیتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس "واؤ" کو "التشریک فی الطاعۃ" بھی کہہ سکتے ہیں۔[۲۱۶]

(۷) حدیث: "ترکت فیکم امرین الخ" سے استدلال بھی درست نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ آگے واضح کیا جائے گا۔

(۸) صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد تمام ائمہ و علمائے امت کا بالاتفاق سنت کو شریعت میں قرآن کے بعد مصدرِ ثانی سمجھنے کا دعویٰ بھی غلط ہے کیونکہ ان صلحاء کے نزدیک تو قرآن و سنت دونوں چیزیں ہی بلا تقدیم و تاخیر، بلا تعیینِ مدارج اور بلا تفریق یکساں طور پر مصدرِ شریعت تھیں۔

جب سنت پر قرآن کی تقدیم کی مذکورہ بالا تمام وجوہ ناقابلِ استدلال ٹھہریں تو کتاب و سنت کے مابین کسی طرح کی تفریق یا درجہ بندی کا نظریہ بھی اصلاً بے بنیاد اور لغو قرار پایا اور یہی ہمارا مقصود ہے، فالحمد للہ علی ذلک۔ ذیل میں ہم اپنے موقف کی تائید میں چند شواہد پیش کریں گے:

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴾[۲۱۷] ــــ یعنی "وہ (رسول) اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ آپ کا ارشاد نری وحی ہوتا ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے"

(۲) ﴿ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ﴾[۲۱۸] ــــ یعنی "جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی"

(۳) ﴿ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾[۲۱۹] ــــ یعنی "اور جو کچھ بھی رسول تمہیں دیں، اُسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں، اُس سے رُک جاؤ"

(۴) ﴿ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ و یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ و یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض و یریدون أن یتخذوا بین ذلک سبیلا۔ اولئک ھم الکافرون حقا و أعتدنا للکافرین عذابا مھینا۔ والذین آمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منھم اولئک سوف یوتیھم اجورھم وکان اللہ غفورا رحیما ﴾[۲۲۰]

"جو لوگ کفر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ اللہ اس کے رسولوں کے مابین فرق رکھیں اور کہتے ہیں کہ ہم کچھ پر تو ایمان لاتے ہیں اور کچھ کے منکر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ بین بین ایک راہ اخذ کریں ایسے لوگ یقیناً کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے سب رسولوں پر بھی اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، ان کو اللہ ضرور اجر دے گا اور اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور بڑا رحمت والا ہے"

اس آیت میں جس تفریق کو قطعی کفر کہا گیا ہے، وہ تفریق فی الاطاعت ہی ہے کیونکہ رسول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ اور اللہ عزوجل ذات و صفات کے اعتبار سے کبھی ایک نہیں ہو سکتے، ایک خالق کائنات ہے تو دوسرا اس کی مخلوق، ایک آمر ہے تو دوسرا مامور، ایک حاکم ہے تو دوسرا بندہ، ایک بے نیاز ہے تو دوسرا نیاز مند، ایک بذاتِ خود علیم و خبیر ہے تو دوسرا علم کا محتاج، ایک مختارِ کل ہے تو دوسرا محتاجِ محض ـــــ غرض اس طرح کی اللہ عزوجل اور رسول اللہ کے مابین تفریق باعثِ کفر نہیں بلکہ اس قبیل کی توحدت باعثِ کفر ہے۔

(۵) منافقین کے متعلق ارشاد ہوتا ہے: ﴿ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ﴾ [۲۲۱] ـــــ "اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس حکم کی طرف جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور رسول کی طرف تو آپ منافقین کی یہ حالت دیکھیں گے کہ وہ آپ سے پہلو تہی کرتے ہیں"

اس آیت میں منافقین کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام اور رسول کی طرف دی جانے والی دعوت میں مغایرت برتتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا حکم ماننے سے پہلو تہی کرتے ہیں، بالفاظ دیگر احکام الٰہی اور احکامِ نبوی دونوں کے مابین کوئی مغایرت نہیں ہے۔

(۶) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلَا اِنِّی اُوْتِیْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ" [۲۲۲] "یعنی آگاہ رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے مثل ایک اور چیز"

(۷) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: اِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللهِ كَمَا حَرَّمَ اللهُ [۲۲۳] ـــــ یعنی "جس چیز کو رسول اللہ نے حرام ٹھہرایا ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کی مانند حرام ہے"

(۸) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما: کتاب اللہ وسنتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض" [۲۲۴]

"میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ ہو گے، کتاب اللہ اور میری سنت، اور یہ دونوں چیزیں علیحدہ نہ ہوں گی تا آں کہ حوض پر وارد ہوں"

(۹) حسان بن عطیہ سے بسند صحیح مروی ہے: "کان جبریلؑ ینزل علی رسول اللہ بالسنة کما ینزل علیه بالقرآن ویعلمه کما یعلمه القرآن" [۲۲۵]

"جبریلؑ رسول اللہ ﷺ پر سنت لے کر اسی طرح نازل ہوتے تھے جس طرح کہ آپ ﷺ پر قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور آپ ﷺ کو سنت بھی اسی طرح سکھاتے تھے جس طرح کہ قرآن سکھاتے تھے"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) تمام صحابہ کرامؓ عہد رسالت میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی قرآن کریم اور آپؐ کے ارشادات کے مابین کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں کرتے تھے۔ اس عہد بابرکت میں ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی جب کہ نبی ﷺ نے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیا ہو یا کسی چیز کا حکم دیا یا کسی کام سے منع فرمایا ہو تو صحابہ میں سے کسی نے بھی رسول اللہ سے قرآن سے اس کی دلیل طلب کی ہو۔ وہ لوگ تو اتباع و تسلیم کا اعلیٰ ترین پیکر و نمونہ تھے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد تمام تابعین اور محققین علمائے سلف و خلف کا بھی یہی موقف رہا ہے، اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن ہم بخوفِ طوالت یہاں صرف مندرجہ ذیل چند مثالیں ہی پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں:

(۱) حضرت عمرؓ کا قول ہے: "تعلّموا الفرائض والسنة كما تتعلمون القران"

"فرائض (احکام وراثت) اور سنتِ رسول اس طرح سیکھو جس طرح قرآن مجید کو سیکھتے ہو" (۲۲۶)

(۲) ابن شہاب نے عن الاعرج عن ابی ہریرہ روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: "لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں۔ اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں موجود نہ ہوتیں تو میں کبھی کوئی حدیث بیان نہ کرتا (پھر آں رضی اللہ عنہ نے ان دو آیات کی تلاوت فرمائی) ﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ ﴾ (۲۲۷) ـــــ اور

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى ﴾ (۲۲۸)

علامہ ابو عمر فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ فقہی نکتہ موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی حدیث کا حکم اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کے حکم کا ہی ہے..... الخ" (۲۲۹)

(۳) بنی اُسید کی ایک عورت جس کی کنیت اُم یعقوب تھی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور دریافت کیا کہ "آپ ان عورتوں پر لعنت کرتے ہیں جو بال اکھیڑتی اور سنگھار کے لئے گوندتی ہیں اور دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہیں؟" آں رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "ہاں، میں ایسی عورتوں پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی اور جن کا ذکر کتاب اللہ میں ہے؟" اس عورت نے عرض کیا کہ "میں نے کتاب اللہ از ابتداء تا انتہاء پڑھی ہے لیکن مجھے اس میں آپ کی یہ بات کہیں نظر نہ آئی" حضرت ابن مسعودؓ نے جواب دیا کہ: ان كنت قرأتيه لقد وجدتيه (اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پایا ہوگا)، اما قرأت ﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ ـــــ (کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ: "جو کچھ رسول ﷺ دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اُس سے رُک جاؤ") ـــــ عورت نے جواب دیا: "ہاں یہ آیت تو پڑھی ہے" ابن مسعودؓ نے فرمایا: میں نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "لعن الله المتنامصات" اللہ تعالیٰ نے بال اکھیڑنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے"(۲۳۰)

(۴) حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: "انه سمع ابن عمرو ابن عباس انهما شهدا على رسول الله ﷺ انه نهى عن الدباء والحنتم والمزفت والنقير ثم تلا رسول الله ﷺ هذا الاية: ﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(۲۳۱)

"انہوں نے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بات کی شہادت دیتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دباء، حنتم، مزفت اور نقیر سے منع فرمایا ہے، پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی: جو کچھ رسول دیں، وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں، اس سے باز رہو"

(۵) حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: قال ابن عباس ألم يقل الله عزوجل ﴿مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ قلت بلى، قال ألم يقل الله ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ قلت بلى قال فانى أشهد ان النبى ﷺ نهى عن النقير والمقير والدبّاء والحنتم"(۲۳۲)

"حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کیا اللہ عزوجل نے یہ نہیں فرمایا کہ جس کام کا حکم رسول دیں، اسے لازم پکڑو اور جس کام سے منع کردیں اس سے باز رہو؟ میں نے کہا ہاں- فرمایا: کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی فیصلہ فرما دیں تو پھر ان کو اس معاملہ میں اختیار باقی رہے- میں نے کہا: ہاں، تو فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ نبی ﷺ نے نقیر، مقیر، دباء اور حنتم سے منع فرمایا ہے"

(۶) مروی ہے کہ مشہور تابعی حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ نخعی کو (۸۳ھ) نے موسم حج میں ایک شخص کو حالتِ احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہنے دیکھا تو اس کے پاس جاکر سلا ہوا لباس اتارنے اور لباسِ احرام کے لئے سنتِ نبوی کو اپنانے کا مشورہ دیا- اس شخص نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا: آپ میرے اس لباس کے بارے میں جو اختلاف کر رہے ہیں، اس کی تائید میں کتاب اللہ کی کوئی آیت پیش کریں (کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے) یہ سن کر عبدالرحمٰنؒ نے اس کو یہ آیت پڑھ کر سنائی:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾(۲۳۳)

(۷) ہیثم بن عمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن عبیداللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ینبغی لنا ان نحفظ حدیث رسول اللہ ﷺ کما نحفظ القران لان اللہ تعالی یقول:
﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ﴾ (۲۳۴)

یعنی "ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بھی قرآن کی طرح ہی حفظ کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "اور تمہیں جو کچھ رسول دے، اسے لے لو"

اب اس ضمن میں کچھ علماء و محققین کی آراء بھی ملاحظہ فرمائیں:

امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"وذلك انها مقرونة مع كتاب الله، وان الله افترض طاعة رسوله وحتم على الناس اتباع امره فلا يجوز ان يقال يقول فرض، الا لكتاب الله ثم سنة رسوله" (۲۳۵)

"سنت کتاب اللہ کے ساتھ مقرون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اطاعتِ رسول کو فرض قرار دیا ہے اور آپؐ کے حکم کی اتباع کو انسانوں پر حتمی قرار دیا ہے، پس کسی کے لئے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے صرف کتاب اللہ کو فرض کیا۔ پھر اس کے بعد اپنے رسول کی سنت کو"

امام خطیب بغدادیؒ نے اپنی کتاب "الکفایۃ فی علم الروایۃ" میں وجوبِ عمل اور لزومِ تکلیف کے باب میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کو متساویُ الحکم قرار دیتے ہوئے ایک عنوان یوں قائم فرمایا ہے: "باب ماجاء فی التسوية بين حكم كتاب الله تعالى و حكم سنة رسول الله ﷺ فی وجوب العمل ولزوم التكليف" (۲۳۶)

مُلّا علی قاری حنفیؒ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

"سعادة الدارين منوطة بمتابعة كتاب الله ومتابعة موقوفة على معرفة سنة رسوله عليه الصلوة والسلام و متابعته فهما متلازمان شرعا لا ينفك احدهما عن الاخر" (۲۳۷)

یعنی "دنیا اور عقبیٰ کی کامیابی کا راز کتاب اللہ کی تابعداری میں مضمر ہے اور کتاب اللہ کی تابعداری نبی ﷺ کی سنت کی معرفت پر موقوف ہے، پس کتاب اللہ اور سنتِ رسول از روئے شریعت باہم دگر لازم و ملزوم ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے"

شاہ ولی اللہ صاحب محدثین اور فقہاء کے اصولِ استنباطِ مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"باید دانست کہ سلف در استنباط مسائل و فتاویٰ بردو وجہ بودند: یکے آنکہ قرآن و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث و آثار صحابہ" جمع می کردند وازاں جا استنباط می نمودند وایں طریقہ اصل راہ محدثین الخ......" (۲۳۸)

یعنی "جاننا چاہئے کہ استنباطِ مسائل کے لئے سلف میں دو طریقے رائج تھے: ان میں سے ایک یہ تھا کہ قرآن، حدیث اور آثار صحابہ کو جمع کیا گیا اور ان کی روشنی میں استنباط کیا گیا اور یہ طریقہ اصلاً محدثین کی راہ ہے"

محی السنہ علامہ نواب صدیق حسن خاں بھوپالی" اپنی کتاب "فوائد الفوائد" میں دیلمی" کی ایک مرفوع حدیث "القرآن صعب مستصعب علی من کرہ وھوالحکم فمن استمسک بحدیثی وفھمہ وحفظہ جاء مع القرآن" کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں یہ بات مذکور ہے کہ حدیث اور قرآن کے مابین کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ دونوں ایک ہی جیسی چیز ہیں۔ جس نے قرآن یا میری حدیث سے تساہل برتا، وہ دنیا و آخرت دونوں کے خسارہ میں ہے۔ میں اپنی امت کو حکم دیتا ہوں کہ میرے قول کو پکڑیں، میرے حکم کی اطاعت کریں اور میری سنت کی اتباع کریں۔ جو قرآن سے راضی ہو وہ حدیث سے بھی راضی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ﴾ (آیت) پس جس نے میری اقتداء کی، وہ مجھ سے ہے اور جس نے میری سنت کو ترک کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے" (۲۳۹)

محدثِ عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ قیاس کی مشروعیت پر استدلال کے لئے پیش کی جانے والی حضرت معاذؓ کی مشہور حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدیث معاذ میں حکم و فیصلہ کے تین مرحلے بیان کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ رائے میں حکم کی تلاش سنت کے بعد ہوگی اور سنت میں قرآن کے بعد —— رائے کے متعلق تو یہ قاعدہ صحیح ہے چنانچہ علماء کا قول ہے کہ "اذا ورد الأثر بطل النظر" یعنی جب حدیث مل جائے تو غور و فکر بیکار ہے لیکن سنت کے سلسلہ میں یہ قاعدہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سنت قرآن کے سلسلہ میں حاکم اور اس کی مبیّن ہے۔ اس لئے قرآن میں حکم کے وجود کا گمان ہوتے ہوئے بھی اسے سنت میں تلاش کرنا ضروری ہے۔ قرآن کے ساتھ سنت کا تعلق ہرگز ویسا نہیں ہے جیسا کہ سنت کے ساتھ رائے کا ہے، بلکہ کتاب و سنت دونوں کو ایک ہی ماخذ ماننا ضروری ہے۔ دونوں کے مابین کوئی تفریق نہیں۔ نبی ﷺ نے اس بات کی جانب یوں اشارہ فرمایا: "الا انی اوتیت القران ومثلہ معہ" یعنی "سنو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور چیز" اور اس چیز سے سنت ہی مراد ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: "لن یتفرقا حتی یردا علیّ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

الحوض " یعنی " یہ دونوں چیزیں الگ نہ ہوں گی تا آں کہ حوض پر وارد ہوں " اس لئے قرآن و سنت کے مابین درجہ کی تعیین صحیح نہیں، کیونکہ اس سے دونوں میں تفریق لازم آتی ہے جو کہ باطل ہے " (۲۴۰)

پس ثابت ہوا کہ قرآن و سنت کے مابین کسی قسم کی تفریق، تقدیم و تاخیر یا مدارج کی تعیین قرآن و حدیث کے تقاضہ اور سلف و صالحین کے آثار، نیز علماء و محققین کے فیصلوں کے منافی ہے۔ اصلاً دونوں چیزیں یکساں طور پر مصدرِ شریعت ہیں۔ واللہ اعلم

عدمِ اتباعِ سنت' انکارِ رسالت کے مترادف ہے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللهِ ﴾ (۲۴۱) ــــــ یعنی "ہم نے رسول کو خاص اسی واسطے مبعوث فرمایا ہے تاکہ بحکم الٰہی ان کی اطاعت کی جائے" ﴿ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (۲۴۲) ــــــ "جو کچھ رسول تمہیں دیں، اُسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں اُس سے رک جاؤ" ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ (۲۴۳) ــــــ یعنی "پس ان لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو اس حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ کوئی مصیبت ان کو آدبوچے یا کوئی دردناک عذاب ان کو آلے" اور ﴿ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ (۲۴۴) ــــــ یعنی "جب اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے اپنے معاملہ میں کسی طرح کے اختیار استعمال کرنے کا حق باقی نہیں رہ جاتا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلم کھلا گمراہی میں جا پڑا" وغیرہ ــــــ ان آیات سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کا کوئی حکم آجائے تو ہمارے لئے کوئی اختیار باقی نہیں رہ جاتا۔ جو شخص ایسی حالت میں التزام و ترک کے لئے اپنی ذاتی رائے کو اختیار کرے یا رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے بجائے کسی دوسرے کے قول کی طرف رجوع کرے تو ان نصوص کی روشنی میں یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہو گا۔ ایسے شخص کا ایمان غیر معتبر ہے، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے صرف ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کی اتباع کو ہی "کمال ابتدائے ایمان" قرار دیا ہے۔ پس اگر اللہ کا کوئی بندہ اللہ تعالیٰ پر ایمان تو لایا لیکن اس کے رسول پر ایمان نہ لایا تو اس پر ہرگز "کمال ابتدائے ایمان" کا اطلاق نہ ہو گا جب تک کہ وہ اللہ کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس کے رسول پر بھی ایمان نہ لائے، وھکذا من رسول اللہ فی کل من امتحنہ للایمان" (۲۴۵)

آگے چل کر امام رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنن کی اتباع کو فرض قرار دیا ہے، چنانچہ اپنی کتاب عزیز میں فرماتا ہے: ﴿ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (۲۴۶) ـــــ یعنی "اے ہمارے رب اس جماعت کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان لوگوں کو آپ کی آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو آسمانی کتاب اور حکمت (سنت) کی تعلیم دے اور ان کو پاک کردے، بے شک تو عزیز اور بڑی حکمت والا ہے" (اس آیت کے بعد امام شافعیؒ نے چند دوسری آیات بھی پیش کی ہیں، پھر فرماتے ہیں:) پس اللہ نے ان آیات میں جس "کتاب" کا ذکر فرمایا ہے، وہ قرآن کریم ہے اور جس "حکمت" کا ذکر فرمایا ہے تو میں نے قرآن کے ایسے اہل علم حضرات سے سنا ہے کہ جنہیں میں پسند کرتا ہوں کہ اس سے مراد "رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے" (پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت کو فرض اور تمام انسانوں پر انکے حکم کی اتباع کو حتمی قرار دیا ہے ـــــ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کتاب و حکمت کی تعلیم فرما کر دراصل ان پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا ہے، لہٰذا کسی کے لئے یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ یہاں "حکمت" سے مراد "سنتِ رسول اللہ ﷺ" کے علاوہ کوئی دوسری چیز ہے" (۲۴۷)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من بلغه عني حديث فكذب به فقد كذب ثلاثة، الله و رسوله والذي حدث به" (۲۴۸)

"جس شخص کے پاس میری کوئی حدیث پہنچی اور اس نے اس کو جھٹلایا تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول اور اِس حدیث کے راوی تینوں کی تکذیب کی"

علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں:

"اس کی سند میں راوی میسور بن محفوظ ہے جس کا تذکرہ امام ابن ابی حاتمؒ نے کیا ہے لیکن اس کے متعلق نہ کوئی جرح نقل کی ہے اور نہ ہی تعدیل" (۲۴۹)

امام احمد بن حنبلؒ سے منقول ہے:

"من رد حديث رسول الله ﷺ فهو على شفا هلكة" (۲۵۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کرتا ہے وہ ہلاکت کے دہانے پر جا پہنچا"

امام محمد بن نصر المروزیؒ (۲۹۴ھ) نے بیان کیا ہے کہ امام اسحٰق بن ابراہیم المعروف بابن راہویہ (۲۳۸ھ) فرمایا کرتے تھے:

"من بلغه عن رسول الله ﷺ خبر يقر بصحته ثم رده بغير تقية فهو كافر" (۲۵۱) ——— "جس شخص تک رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پہنچے اور وہ اس کی صحت کا اقرار بھی کرے پھر بغیر تقیہ کے اس کو رد کرے تو وہ کافر ہے"

امام ابن حزم اندلسیؒ آیت: ﴿ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللهِ ﴾ (۲۵۲) کے تحت لکھتے ہیں:

"پس ہم نے پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نبی ﷺ کے کلام کی طرف لوٹنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے لہٰذا کسی مسلمان کے لئے جو توحید کا اقرار کرتا ہو اس بات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کہ تنازعہ کے وقت قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے علاوہ کسی اور طرف رجوع کرے اور نہ اس بات کی گنجائش ہے کہ جو کچھ وہ ان میں پائے، اس کی خلاف ورزی کرے کیوں کہ اگر اس نے اپنے اوپر حجت قائم ہونے کے بعد ایسا کیا تو وہ فاسق ہے اور جس شخص نے ان دونوں چیزوں کے حکم سے خروج کو حلال جانتے ہوئے یا ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کو واجب جانتے ہوئے ایسا کیا تو ہمارے نزدیک بلاشبہ وہ کافر ہے"

امام محمد بن نصر مروزیؒ نے ذکر کیا ہے کہ امام اسحٰق بن راہویہؒ فرماتے تھے کہ جس شخص تک رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پہنچے اور وہ اس کی صحت کا اقراری ہو پھر اسے بغیر تقیہ کے رد کرے تو وہ کافر ہے۔

اس بارے میں ہم امام اسحٰق کے اس قول سے احتجاج نہیں کرتے، اس کو تو ہم نے محض اس لئے نقل کیا ہے تاکہ کوئی جاہل یہ گمان نہ کر بیٹھے کہ ہم اس قول کے بارے میں منفرد رائے رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف فعل کو جو شخص حلال سمجھے اس کی تکفیر پر ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں جس میں اس نے اپنے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (۲۵۳)

آں رحمہ اللہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"اور جس شخص کے پاس رسول اللہ ﷺ کی کوئی خبر آئے اور وہ اقرار کرے کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خبر صحیح ہے یا اس کے مثل حجت قائم ہے یا اس جیسی خبر کسی دوسرے مقام پر ثابت ہے پھر اس مقام پر اس کے مثل سے حجت پکڑنے کو قیاس یا فلاں اور فلاں کے قول کی بناء پر ترک کردے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کام کیا، پس مصیبت میں جاگرنے اور دردناک عذاب کا مستحق ہے" (۲۵۴)

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے:

"اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مکمل طور پر تسلیم کیا جائے۔ آپ کے حکم کی پیروی کی جائے، آپ کی حدیث کی تصدیق کی جائے، کسی باطل خیال کو معقول سمجھ کر حدیث کے مقابلہ میں پیش نہ کیا جائے، اسے شک و شبہ کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے، لوگوں کی رائے کو اس پر مقدم نہ کیا جائے، تنہا رسول اللہ ﷺ کو حکم مانا جائے اور آپ کے احکام کی پیروی کی جائے جس طرح عبادت، انابت، اور خضوع و توکل کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کیا جاتا ہے" (۲۵۵)

اور جناب مرتضیٰ حسن دیوبندی فرماتے ہیں:

"علماء دیوبند باوجود اس عقیدہ کے، ان کا ایمان یہ ہے جو جناب رسول مقبول ﷺ کے ایک حکم کا انکار کرے (یا) حق نہ سمجھے (یا) حق ہونے میں تردد یا شک کرے وہ ایسا ہی کافر ہے جیسا مرزا غلام احمد قادیانی یا مسیلمہ کذاب اور ابوجہل اور امیہ بن خلف۔ انسان کا کوئی عمل اعلیٰ و ادنیٰ جب تک آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نہ ہو قبول ہی نہیں ہو سکتا۔ انتھی" (۲۵۶)

اور جناب جاوید احمد غامدی صاحب فرماتے ہیں:

"........ قرآن اس معاملے میں بالکل واضح ہے کہ محمد ﷺ کے احکام و ہدایات قیامت تک کے لئے اسی طرح واجب الاطاعت ہیں جس طرح خود قرآن واجب الاطاعت ہے۔ آنحضرت ﷺ خدا کے محض نامہ بر نہیں تھے کہ اس کی کتاب پہنچا دینے کے بعد آپ کا کام ختم ہو گیا۔ رسول کی حیثیت سے آپ کا ہر قول و فعل بجائے خود قانونی سند و حجیت رکھتا ہے۔ آپ کو یہ مرتبہ کسی امام و فقیہ نے نہیں دیا ہے، خود قرآن نے آپ کا یہی مقام بیان کیا ہے۔ کوئی شخص جب تک صاف صاف قرآن کا انکار نہ کردے اس کے لئے سنت کی اس قانونی حیثیت کو چیلنج کرنا ممکن نہیں ہے۔ قرآن نے غیر مبہم الفاظ میں فرمایا ہے کہ زندگی کے ہر معاملے میں رسول کے ہر امر و نہی کی بہرحال بے چون و چرا تعمیل کرنی چاہئے" (میزان ج ۱ ص ۷۹-۸۰)

پس ثابت ہوا کہ جمہور کے نزدیک عدم اتباعِ سنت، انکارِ رسالت کے مترادف ہے۔ واللہ اعلم

۱- الشوریٰ: ۵۱ ــــ ۲- الشعراء: ۱۹۲ تا ۱۹۵ ــــ ۳- الشوریٰ: ۵۲ ــــ ۴- النساء: ۱۶۳ ــــ ۵- النجم: ۳، ۴ ــــ ۶-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النحل:۴۴ ـــــ ۷- التغابن:۱۲ ـــــ ۸- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم، ص۸۷ ـــــ ۹- معارف القرآن ج۲ ص۵۴۳ ـــــ ۱۰- الشعراء:۱۹۲، ۱۹۳ ـــــ ۱۱- الحجر:۹ ـــــ ۱۲- الاسرآء:۸۸ ـــــ ۱۳- النجم:۳ ـــــ ۱۴- النساء:۸ ـــــ ۱۵- النحل:۴۴ ـــــ ۱۶- النحل:۶۴ ـــــ ۱۷- القیامۃ:۱۷ تا ۱۹ ـــــ ۱۸- آل عمران:۱۶۴ ـــــ ۱۹- النساء:۱۰۵ ـــــ ۲۰- المومن:۷۰ ـــــ ۲۱- النجم:۳، ۴ ـــــ ۲۲- خطبۃ الاستیعاب علی ھوامش الاصابۃ ج۱ ص۲ ـــــ ۲۳- الموافقات الشاطبی ج۴ ص۱۰ ـــــ ۲۴- کمافی قواعد التحدیث للقاسمی۵۹ ـــــ ۲۵- کمافی فتح الباری لابن حجر عسقلانی ج۲ ص۲۵۴ ـــــ ۲۶- معارف القرآن ج۱ ص۲۷۷۔۲۷۸ ـــــ ۲۷- رسالہ "تدبر" لاہور عدد نمبر۳ ص۳۲ مجریہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۲۸- نفس مصدر عدد نمبر۳ ص۳۷ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۲۹- نفس مصدر ـــــ ۳۰- مقدمہ تفسیر تدبر قرآن، ص۴ ـــــ ۳۱- مبادی تدبر قرآن ص۲۱۶ ـــــ ۳۲- مبادی تدبر حدیث ص۲۵ ـــــ ۳۳- النساء:۶۴ ـــــ ۳۴- آل عمران:۳۲ ـــــ ۳۵- تفسیر الطبری ج۴ ص۷۴ او کذافی مقدمہ تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ص۲۲ ـــــ ۳۶- النساء:۷۹، ۸۰ ـــــ ۳۷- صحیح بخاری مع فتح الباری ج۱۳ ص۱۱۱ ـــــ ۳۸- نفس مصدر ج۱۳ ص۲۴۹ ـــــ ۳۹- نفس مصدر ج۱۳ ص۲۵۱ ـــــ ۴۰- نفس مصدر ج۱۳ ص۲۴۹ ـــــ ۴۱- فتح الباری لابن حجر ج۱۳ ص۱۱۲ ـــــ ۴۲- تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۵۲۸، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲ ـــــ ۴۳- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲ ـــــ ۴۴- النساء:۵۹ ـــــ ۴۵- تفسیر الطبری ج۴ ص۱۵۰، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲ ـــــ ۴۶- الاحزاب:۳۶ ـــــ ۴۷- الرسالۃ لامام شافعی ص۸۰ ـــــ ۴۸- فتح الباری ج۱۳ ص۱۱۱۔۱۱۲ ـــــ ۴۹- جامع بیان العلم ج۲ ص۱۹۰ ـــــ ۵۰- الاحکام فی اصول الاحکام ص۸۷ ـــــ ۵۱- فتح الباری لابن حجر ج۱۳ ص۱۱۱، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۲ ـــــ ۵۲- الموافقات للشاطبی ج۴ ص۱۰ ـــــ ۵۳- الانفال:۴۶ ـــــ ۵۴- المائدہ:۹۲ ـــــ ۵۵- الموافقات للشاطبی ج۴ ص۱۰ ـــــ ۵۶- آل عمران:۳۱ ـــــ ۵۷- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۱۔۲۲ ـــــ ۵۸- الاحزاب:۳۶ ـــــ ۵۹- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۳۔۲۴ ـــــ ۶۰- النساء:۶۵ ـــــ ۶۱- تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۱۲۰، مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۴ ـــــ ۶۲- الحجرات:۱ ـــــ ۶۳- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۳ ـــــ ۶۴- النور:۶۳ ـــــ ۶۵- الموافقات ج۴ ص۱۰ ـــــ ۶۶- نفس مصدر ج۴ ص۱۰ ـــــ ۶۷- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۳ ـــــ ۶۸- النور:۶۲ ـــــ ۶۹- اعلام الموقعین ج۱ ص۵۸ ـــــ ۷۰- الانفال:۲۴ ـــــ ۷۱- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۳ ـــــ ۷۲- النساء:۱۳، ۱۴ ـــــ ۷۳- النساء:۶۰، ۶۱ ـــــ ۷۴- النور:۵۱، ۵۲ ـــــ ۷۵- الحشر:۷ ـــــ ۷۶- مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۱ ملخصا ـــــ ۷۷- النور:۵۴ ـــــ ۷۸- الاحزاب:۲۱ ـــــ ۷۹- کمافی مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۲۴ ـــــ ۸۰- الفتح:۱۰ ـــــ ۸۱- النساء:۸۰ ـــــ ۸۲- النساء:۶۵ ـــــ ۸۳- النور:۶۳ ـــــ ۸۴- النور:۴۸ تا ۵۲ ـــــ ۸۵- الرسالۃ ص۸۲۔۸۵ ملخصا ـــــ ۸۶- النساء:۱۱۵ ـــــ ۸۷- المحلی لابن حزم مترجم غلام احمد حریری ج۱ ص۳۳ ـــــ ۸۸- المناقب لابن الجوزی ص۱۸۲ ـــــ ۸۹- ترجمان السنۃ ج۱ ص۱۳۸ ـــــ ۹۰- البقرہ:۱۲۹ ـــــ ۹۱- البقرہ:۱۵۱ ـــــ ۹۲- البقرہ:۲۳۱ ـــــ ۹۳- آل عمران:۱۶۴ ـــــ ۹۴- النساء:۱۱۳ ـــــ ۹۵- الاحزاب:۳۴ ـــــ ۹۶- الجمعۃ:۲ ـــــ ۹۷- الرسالۃ ص۷۸ ـــــ ۹۸- تفسیر ابن جریر الطبری، سورہ آل عمران:۱۶۴ ـــــ ۹۹- کتاب الام ج۷ ص۲۷۰۔۲۷۱ ـــــ ۱۰۰- جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج۱ ص۱۷ ـــــ ۱۰۱- تفسیر الجلالین بھامش المصحف الشریف ص۹۰، ۵۵۴، ۷۱۴ ـــــ ۱۰۲- کتاب الروح لابن قیم ص۹۲ ـــــ ۱۰۳- معارف القرآن ج۱ ص۲۷۳ ـــــ ۱۰۴- نفس مصدر ج۷ ص۱۴۱ ـــــ ۱۰۵- نفس مصدر ج۸ ص۴۳۵ ـــــ ۱۰۶- مقدمہ معارف الحدیث ج۱ ص۲۳ ـــــ ۱۰۷- القمر:۵ ـــــ ۱۰۸- یٰسین:۲ ـــــ ۱۰۹- مبادی تدبر قرآن ص۱۱۰۔۱۱۳ ملخصا ـــــ ۱۱۰- سورۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقمان:۱۳ ـــــ ۱۱۱-البقرہ:۱۰۲ ـــــ ۱۱۲- آل عمران:۹۳ ـــــ ۱۱۳-مبادی تدبر قرآن ص ۱۱۵ ـــــ ۱۱۴-النجم:۳، ۴ ـــــ ۱۱۵-البقرہ:۱۴۳، ۱۴۴ ـــــ ۱۱۶- التحریم:۳ ـــــ ۱۱۷-الحشر:۵ ـــــ ۱۱۸- تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۳۳۳-۳۳۴ ـــــ ۱۱۹- الاحزاب:۳۷ ـــــ ۱۲۰- تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۱ ملخصا ـــــ ۱۲۱- الجمعہ: ۹ تا ۱۱ ـــــ ۱۲۲- تدبر قرآن ج ۷ ص ۳۸۸ ـــــ ۱۲۳- المائدہ:۵۸ ـــــ ۱۲۴-التوبہ: ۸۴ ـــــ ۱۲۵-الانفال: ۷ ـــــ ۱۲۶-سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۴ ص ۳۲۸، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۴، سنن ابن ماجہ ج۱ ص۶، سنن الدارقطنی ج ۴ ص ۲۸۷، سنن الکبری للبیہقی ج۹ ص ۳۳۲، الشریعۃ للآجری ص۵۱، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۰، ۱۳۲، الداری المقدمہ باب السنۃ قاضیۃ علی کتاب اللہ ج۱ ص ۱۴۴، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ج۲ ص ۱۹۰، تفسیر القرطبی ج۱ ص ۳۷، ۳۸، الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب بغدادی ص ۸، لسان المیزان لابن حجر ج۱ ص ۳، حجۃ اللہ البالغۃ لشاہ ولی اللہ الدھلوی ج۱ ص ۳۲۰ ـــــ ۱۲۷- کما فی عون المعبود للعظیم آبادی ج ۴ ص ۳۲۸ ـــــ ۱۲۸-معالم السنن للخطابی ج ۷ ص ۸ ـــــ ۱۲۹- عون المعبود للعظیم آبادی ج ۴ ص ۳۲۸ ـــــ ۱۳۰- تفسیر القرطبی ج۱ ص ۳۷-۳۸ ـــــ ۱۳۱- سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج ۴ ص ۳۲۹، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۴، سنن ابن ماجہ ج۱ ص۶، مسند احمد، الدلائل النبوۃ للبیہقی، الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب ص ۱۰ ـــــ ۱۳۲- معالم السنن للخطابی ج۷ ص ۸ ـــــ ۱۳۳- اخرجہ ابی داؤد فی مراسیلہ والبیہقی والداری ج۱ ص ۱۴۵ والخطیب فی الکفایۃ ص ۱۲ وذکرہ الحافظ ابن حجر العسقلانی فی فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۹۱ ومحمد جمال الدین القاسمی فی قواعد التحدیث ص۵۹ ـــــ ۱۳۴- کما فی تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۴ والمرقاۃ للقاری ـــــ ۱۳۵- الصواعق المرسلہ ج۲ ص ۳۴۰ ـــــ ۱۳۶- السنۃ للمروزی ص ۳۰ ـــــ ۱۳۷- اخرجہ ابی داؤد فی مراسیلہ وذکرہ القاسمی فی قواعد التحدیث ص۵۹ ـــــ ۱۳۸- صحیح البخاری مع فتح الباری ج۱ ص ۲۱۳ وصحیح المسلم کتاب الفضائل ج ۴ ـــــ ۱۳۹- تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص ۱۸۰ ـــــ ۱۴۰- صحیح البخاری مع الفتح ج ۱۳ ص ۲۹۰ ـــــ ۱۴۱ نفس مصدر ج ۱۳ ص ۲۶۵ ـــــ ۱۴۲، ۱۴۳- نفس مصدر ج ۱۳ ص ۲۹۱ ـــــ ۱۴۴- مجمع الزوائد منبع الفوائد ج۲ ص۶ بحوالہ مسند البزار ـــــ ۱۴۵- الاحکام فی اصول الاحکام ص ۱۷۶ ـــــ ۱۴۶- رسالہ "تدبر" لاہور عدد نمبر ۷ ص ۳۲ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۱۴۷، ۱۴۸- نفس مصدر ـــــ ۱۴۹- نفس مصدر ص ۳۲-۳۳ ـــــ ۱۵۰- قواعد التحدیث ص۵۹ بحوالہ مرقاۃ ـــــ ۱۵۱- الاحکام فی اصول الاحکام ص ۱۰۹ ـــــ ۱۵۲- الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ ص ۲۶ ـــــ ۱۵۳- فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۹۱ ـــــ ۱۵۴- الاتقان فی علوم القرآن ج۱ ص۵۹ ـــــ ۱۵۵- نفس مصدر ـــــ ۱۵۶- المستصفی من علم الاصول ج۱ ص ۱۲۹ ـــــ ۱۵۷-السنۃ للمروزی ص ۱۰ ـــــ ۱۵۸- قواعد التحدیث ص ۵۸ ـــــ ۱۵۹- النجم:۴ ـــــ ۱۶۰- کلیات ابی البقاء ص ۲۸۸ مطبعۃ الامیر قاہرہ ۱۲۸۱ھ ـــــ ۱۶۱-معارف القرآن ج ۲ ص ۵۴۲-۵۴۳ ـــــ ۱۶۲- نفس مصدر ج۵ ص ۳۳۶ ـــــ ۱۶۳-مبادی تدبر حدیث ص۳۵ ـــــ ۱۶۴- دواسلام ص ۱۸۴ ـــــ ۱۶۵- نفس مصدر ص ۱۸۵ ـــــ ۱۶۶- نفس مصدر ص ۳۳۶-۳۳۷ ـــــ ○ ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی یہ کتاب، جس کے اقتباسات دیئے گئے، ان کے دور ضلالت کی تحریر کردہ ہے جس میں انہوں پرویزی خیالات کی حمایت میں حدیث کی حجیت کا انکار کیا تھا۔ لیکن بعد میں اللہ نے ان کو ہدایت سے نواز دیا تھا اور انہوں نے اپنا توبہ نامہ بھی شائع کیا تھا اور حجیت حدیث پر ایک کتاب بھی تالیف فرمائی، جو مطبوعہ موجود ہے۔ غفراللہ لہ (ص-ی) ـــــ ۱۶۷- کما فی تفہیمات للمودودی ص ۳۱۸ ـــــ ۱۶۸- الشریعہ للآجری حدیث نمبر ۳۰۶ ـــــ ۱۶۹- النحل: ۴۴ ـــــ ۱۷۰-الحجر:۹ ـــــ ۱۷۱-الباعث الحثیث ص۸۷، تدریب الراوی ج۱ ص ۲۸۲، اللآلی المصنوعۃ ج۲، ص ۲۷ [illegible] ۱۷۳-الموضوعات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لابن الجوزی ج ا ص ۴۸، الضعفاء والمجروحین ج ا ص ۳۲ ــــ ۱۷۴- تنزیہ الشریعہ لابن عراق ج ا ص ۱۶، اللآلی المصنوعۃ للسیوطی ج ۲ ص ۴۷۴ ــــ ۱۷۵- الموضوعات الجوزی ج ا ص ۴۹ ــــ ۱۷۶- تنزیہ الشریعہ لابن عراق ج ا ص ۱۶، اللآلی المصنوعۃ ج ۲ ص ۴۷۴ ــــ ۱۷۷- المدخل الی دلائل النبوۃ ج ا ص ۴۳ ــــ ۱۷۸- الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ج ا ص ۲۴۲ ــــ ۱۷۹- نفس مصدر ج ا ص ۱۲۳ ــــ ۱۸۰- الانبیاء: ۴۵ ــــ ۱۸۱- الاحکام لابن حزم ج ا ص ۸۸ ــــ ۱۸۲- النجم: ۳، ۴ ــــ ۱۸۳- الانعام: ۱۹ ــــ ۱۸۴- الاحکام لابن حزم ج ا ص ۱۰۹ - ۱۱۰ ــــ ۱۸۵- الصواعق المرسلہ ج ۲ ص ۱۷۳ ــــ ۱۸۶- الحجر: ۹ ــــ ۱۸۷- عظمت حدیث ص ۴۳ ــــ ۱۸۸- معارف القرآن ج ا ص ۲۸۱ ــــ ۱۸۹- نفس مصدر ج ۵ ص ۳۳۷ ــــ ۱۹۰- نفس مصدر ج ۷ ص ۱۴۱ - ۱۴۲ ملخصا ــــ ۱۹۱- مقدمہ معارف الحدیث از حبیب الرحمٰن اعظمی ج ا ص ۱۷ ــــ ۱۹۲- تفہیمات ج ا ص ۳۵۴ - ۳۵۵ اسلامک پبلیکیشنز مئی ۱۹۸۸ء ــــ ۱۹۳- اصحاب الحدیث للخطیب بغدادی ص ۱۱، ۲۸، ۲۹ ــــ ۱۹۴- امام بیہقی نے "المدخل" میں اس حدیث کی تخریج مرسلا کی ہے لیکن صحابہ کی ایک جماعت مثلاً حضرات ابو ہریرہ، عبد اللہ بن مسعود، ابی امامہ الباھلی اور اسامہ بن زید وغیرہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث موصولاً بھی مروی ہے۔ ابن عدی نے مقدمہ "الکامل" ص ۱۹۰، ۲۳۱ - ۲۳۳ اور "الکامل" ج ا ص ۱۵۲ - ۱۵۳، ج ۲ ص ۵۱۱ ج ۳ ص ۹۰۴، ابو نصر السجزی نے "الابانۃ عن اصول الدیانۃ" میں، ابو نعیم اصبہانی، ابن عساکر، حاکم، دیلمی، عقیلی اور بزار رحمہم اللہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ علامہ خطیب بغدادی نے "شرف اصحاب الحدیث" اور "الجامع" ج ا ص ۱۲۸ میں اس حدیث کی روایت حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابراہیم بن عبد الرحمٰن العذری وغیرہ سے کی ہے۔ امام ابن حاتم نے "الجرح و التعدیل" ج ۱/۲ ص ۱۷ میں، ابن قتیبہ نے "عیون الاخبار" ج ۲ ص ۱۱۹ میں، ابن حبان نے "الثقات" ج ۴ ص ۱۰ میں، ابن عبد البر نے "التمہید" ج ا ص ۵۸ - ۶۰ میں، حافظ عراقی نے "فتح المغیث" ص ۱۴۲ - ۱۴۴ میں، خطیب تبریزی نے "مشکوۃ" ج ا ص ۵۴ مع تنقیح الرواۃ میں، علامہ متقی الہندی نے "کنز العمال" ج ۱۰ ص ۱۷۶ میں، علامہ ہیثمی نے "کشف الاستار" ج ا ص ۸۶ میں اور عبد الرحمٰن مبارکپوری نے "مقدمہ تحفۃ الاحوذی" ص ۷ میں اس کو وارد کیا ہے۔ لیکن دارقطنی کا قول ہے: "ان لا یصح مرفوعا یعنی مسندا" مفتاح دار السعادۃ لابن قیم ج ا ص ۱۶۳ - ۱۶۴ حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں: "اسانیدہ کلھا مضطربۃ غیر مستقیمۃ" (اسد الغابۃ لابن الاثیر ج ا ص ۵۳) حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں: "وکلھا ضعیفۃ لا یثبت منھا شیئ ولیس فیھا شیئ یقوی المرسل المذکور" (التقیید والایضاح ص ۱۱۶، فتح المغیث للعراقی ص ۱۴۳ - ۱۴۴، تدریب الراوی ج ا ص ۳۰۳) امام ابن کثیر کا قول ہے: "فی صحتہ نظر قوی والاغلب عدم صحتہ ولو صح لکان ماذھب الیہ قویا" (الباعث الحثیث ص ۹۴) لیکن امام احمد نے اس کی تصحیح فرمائی ہے" (شرف اصحاب الحدیث ص ۲۹، فتح المغیث للعراقی ص ۱۴۳، التقیید والایضاح للعراقی ص ۱۱۶، تدریب الراوی ج ا ص ۳۰۳، الجامع للخطیب ج ا ص ۱۲۹ وغیرہ) امام ابن القطان نے امام احمد کے کلام پر تعقب کیا ہے۔ (الاصابۃ ج ا ص ۱۱۸ کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۷۶) جس کا تذکرہ آگے ہوگا۔

امام ابن مندہ نے اس حدیث کی روایت بطریق الحسن ابن عرفۃ حدثنا اسماعیل بن عیاش عن معاذ بن رفاعۃ قال حدثنی ابراہیم بن عبد الرحمٰن العذری وکان من الصحابۃ عن النبی ﷺ قال (فذکرہ) کی ہے، اور فرماتے ہیں: "ولم یتابع ابن عرفۃ علی قولہ وکان من الصحابۃ" یعنی ابن عرفہ کے قول کہ "وکان من الصحابۃ" کی متابعت نہیں پائی جاتی۔ قاضی وکیع کی کتاب "الغرر فی الاخبار" میں حسن بن عرفہ کی جو روایت مروی ہے اس میں "وکان من الصحابۃ" کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ ابن مندہ نے اسے بطریق معاذ عن ابراہیم قال قال رسول اللہ ﷺ بھی روایت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابو نعیم نے اپنی کتاب میں اس کو وارد کرنے کے بعد لکھا ہے: "وهكذا رواه الوليد عن معاذ ورواه محمد بن سليمان بن ابى كريمة عن معاذ عن ابى عثمان عن اسامة ولا يثبت" یعنی اسی طرح ولید نے معاذ سے اس کی روایت کی ہے اور محمد بن سلیمان بن ابی کریمہ نے معاذ سے، انہوں نے ابو عثمان سے اور انہوں نے حضرت اسامہ سے بھی اس کی روایت کی ہے لیکن یہ ثابت نہیں ہے"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: "خطیب بغدادی نے اس طریق کو "شرف اصحاب الحدیث" میں موصولاً روایت کیا ہے۔ امام ابن عدی نے اس حدیث کو بہت سے طرق کے ساتھ وارد کیا ہے لیکن وہ سب طرق ضعیف ہیں۔ لیکن بعض مقامات پر یہ بھی فرمایا ہے: "رواه الثقات عن الوليد عن معاذ عن ابراهيم، قال حدثنا من اصحابنا ان رسول الله ﷺ فذكره" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ا ص ۱۲۴)

حضرات ابو ہریرہ اور ابن عمر سے مروی امام بزار کی روایت کے متعلق علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: "اس کی سند میں عمرو بن خالد القرشی ہے جس کی یحییٰ بن معین اور احمد بن حنبل نے تکذیب فرمائی ہے اور وضع احادیث کی طرف نسبت کی ہے" (مجمع الزوائد ج ا ص ۱۴۰)

محمد بن ابراہیم الوزیر الصنعانی فرماتے ہیں: "یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن عمر بن الخطاب، ابی امامہ الباہلی اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً مسنداً مروی ہے" امام عقیلی نے حضرت ابو ہریرہ اور ابن عمرو بن العاص سے مسنداً اس کی روایت کی ہے اور فرماتے ہیں: "الاسناد اولی" لیکن حافظ زین الدین عراقی نے اس کی اسناد کی تضعیف فرمائی ہے۔ ابن قطان فرماتے ہیں: "الارسال اولی" امام ابن عدی کا قول ہے: "اس کی روایت ہمارے اصحاب میں سے ثقات نے ولید بن مسلم عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن کے طریق سے بھی کی ہے۔" امام ذہبی فرماتے ہیں: معان یعنی ابن رفاعہ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری التابعی سے متعدد لوگوں نے اس کی روایت کی ہے" علامہ صنعانی کا قول ہے: حدیث کی صحت قوی ہے جیسا کہ اس کی طرف اہل الحدیث کے امام احمد بن حنبل اور امام ابن حبان گئے ہیں" (الروض الباسم ج ا ص ۲۱–۲۳، تنقیح الانظار ج ۲ ص ۱۲۹–۱۳۲)

واضح رہے کہ امام عقیلی نے عبدالرحمٰن عمرو بن العاص اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت ابی امامہ الباہلی کے طریق سے بھی اس حدیث کی تخریج فرمائی ہے۔ (الضعفاء الکبیر ج ا ص ۹، ۱۰) لیکن آں رحمہ اللہ سے منقول "الاسناد اولی" کے الفاظ مجھے نہیں مل سکے اور امام ذہبی کے قول میں "ومعان ليس بعمدة" کے الفاظ بھی موجود ہیں جو امام رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ (میزان الاعتدال ج ا ص ۴۳)

علامہ قسطلانی حضرت اسامہ بن زید کی حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "اس حدیث کو صحابہ میں سے حضرت علی، ابن عمر، ابن عمرو، ابن مسعود، ابن عباس، جابر بن سمرۃ، معاذ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ ابن عدی نے اس کو بکثرت طرق وارد کیا ہے جو کہ سب ضعیف ہیں جیسا کہ امام دارقطنی، ابو نعیم اور ابن عبدالبر نے صراحت کی ہے لیکن تعدد طرق سے اس کا تقویت پاکر حسن ہونا ممکن ہے جیسا کہ علامہ ابن کیکلای علائی نے بالجزم بیان کیا ہے" (کمافی مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۷)

علامہ جمال الدین قاسمی حضرت اسامہ بن زید کی مرفوع حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "اس حدیث کی ایک سے زیادہ صحابہ نے روایت کی ہے۔ امام ابن عدی، امام دارقطنی اور امام ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ اس حدیث کا متعدد طرق سے مروی ہونا تحسین کا متقاضی ہے جیسا کہ علائی نے بالجزم بیان کیا ہے" (قواعد التحدیث ص ۴۹–۵۰)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

 www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن قیم نے "مفتاح دار السعادۃ" ج۱ ص۱۶۳-۱۶۴ میں اس روایت کے متعدد طرق کو بلا نقد جمع کیا ہے۔ علائی حضرت اسامہ کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: "انہ حسن غریب" (بغیۃ الملتمس ص ۳-۴، توضیح الافکار ج۲ ص۱۲۹، تعلیق علی المشکاۃ للالبانی ج۱ ص ۸۳) علامہ خطیب بغدادی اور حافظ عراقی وغیرہما ناقل ہیں: "کسی شخص نے امام احمد بن حنبل سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلام موضوع ہے تو آپ نے فرمایا: "لا هو صحیح سمعته من غیر واحد" یعنی "نہیں، یہ حدیث صحیح ہے میں نے اس کو متعدد حفاظ سے سنا ہے" (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص۲۹، تنقیح الرواۃ للسید ابی الوزیر ج۱ ص ۵۴، فتح المغیث للعراقی ص ۱۴۳، التقیید والایضاح للعراقی ص۱۱۶، تدریب الراوی للسیوطی ج۱ ص ۳۰۳، الجامع للخطیب ج۱ ص۱۲۹، مفتاح دار السعادۃ ج۱ ص ۱۶۴ وغیرہ)

لیکن امام ابن القطان فرماتے ہیں: "وخفی علی احمد من امرہ ما علمہ غیرہ" التقیید والایضاح ص۱۱۶، تدریب الراوی للسیوطی ج۱ ص ۳۰۳) شیخ عبدالوہاب عبداللطیف امام زرکشی سے ناقل ہیں: "وفیما صار الیہ ابن القطان من تضعیفہ نظر فانہ یتقوی بتعدد طرقہ الخ" (حاشیہ بر تدریب الراوی ج۱ ص ۳۰۳) اس حدیث کے متعلق امام نووی فرماتے ہیں: ھذا اخبار منہ ﷺ بصیانۃ ھذا العلم وحفظہ وعدالۃ ناقلیہ وان اللہ یوفق لہ فی کل عصر خلفا من العدول، یحملونہ وینفون عنہ التحریف فلا یضیع وھذا تصریح بعدالۃ حاملیہ فی کل عصر وھکذا وقع اللہ الحمد وھو من اعلام النبوۃ ولا یضر کون بعض الفساق یعرف شیئا من علم الحدیث انما ھو اخبار بان العدول یحملونہ لا ان غیرھم لا یعرف شیئا منہ" ۔(تہذیب للنووی ج۱/۱ص۱۷ وکمافی مقدمۃ تحفۃ الاحوذی ص ۷-۸ و قواعد التحدیث ص۴۹-۵۰)

ڈاکٹر محمود الطحان کا قول ہے: اس حدیث کو ابن عدی نے الکامل وغیرہ میں روایت کیا ہے۔ عراقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے جملہ طرق ضعیف ہیں لیکن بعض علماء نے کثرت طرق کے باعث اسے حسن کہا ہے۔ ابن عبدالبر کا یہ قول علماء کے ہاں پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ بالفرض اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ عادل لوگوں کو ایک دوسرے کے پیچھے اس کے علم کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانا چاہیے۔ اس تاویل کی دلیل یہ ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی پائے جائیں گے جو اس علم کے حامل ہونگے لیکن وہ عادل نہ ہونگے" (تیسیر مصطلح الحدیث ص ۱۴۳)

محدث عصر علامہ شیخ محمد ناصر الدین الالبانی حفظہ اللہ نے "تعلیق علی المشکاۃ" میں اس حدیث پر فی الجملہ کوئی حکم لگانے سے توقف کیا ہے۔ (مشکاۃ المصابیح ج۱ ص ۸۲-۸۳) لیکن "سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ" (ج۱ ص۴۸۵) میں اس کو ذکر کرنے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے بلکہ مفید اور اہم قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالمعطی امین قلعجی نے "الضعفاء الکبیر" للعقیلی کے ضمیمہ میں اس حدیث کو "الاحادیث الصحیحۃ" کی فہرست میں ذکر کیا ہے۔ (ضمیمہ الضعفاء الکبیر ج۴ ص۵۲۵) غرض تحقیق یہ کہ راقم کے نزدیک زیر مطالعہ حدیث کی تحسین لغیرہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ـــــ ۱۹۵- دو اسلام ص ۱۱۸-۱۱۹ ـــــ ۱۹۶- پیش لفظ مذہبی داستانیں ج۴ ص۱۵ ـــــ ۱۹۷- رسالہ تدبر لاہور عدد نمبر ۷ ص ۳۴ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۱۹۸- الموافقات للشاطبی ج۴ ص۵-۶ ـــــ ۱۹۹- قواعد التحدیث ص ۳۸ حجۃ اللہ البالغۃ ص ۱۱۸ ـــــ ۲۰۰- خطبۃ الاستیعاب علی ھوامش الاصابۃ ج۱ ص ۲ ـــــ ۲۰۱- رسالہ تدبر لاہور عدد ۷ ص ۳۳ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء ـــــ ۲۰- نفس مصدر ص ۳۴ ـــــ ۲۰۳- نفس مصدر ص ۳۷ ـــــ ۲۰۴- نفس مصدر ص ۳۴ ـــــ ۲۰۵- نفس مصدر ص ۳۷ ـــــ ۲۰۶- مقدمہ تفسیر تدبر قرآن ـــــ ۲۰۷- مبادی تدبر قرآن ص ۲۱۸ ـــــ ۲۰۸- مقدمہ بر معارف حدیث ج۱ ص۱۵ طبع دار الاشاعت کراچی ـــــ ۲۰۹- السنۃ حجیتھا ومکانتھا فی الاسلام ص ۹۳ ـــــ ۲۱۰- نفس مصدر ص ۹۶

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۱۔ نفس مصدر ص۱۹ ـــــ ۲۱۲۔ حالانکہ خود ڈاکٹر محمد لقمان سلفی صاحب حفظہ اللہ ہی ذرا پہلے لکھ چکے ہیں کہ صحابہ کرام قرآن وسنت کے احکام کے مابین کسی طرح کا فرق نہیں کیا کرتے تھے۔ اس ضمن میں آں محترم کے الفاظ یہ ہیں:
کان الصحابة یلتفون حول الرسول ﷺ ، یشاهدون بعیونهم ویسمعون باذانهم وتعی قلوبهم ویتمسکون بسنته ولا یفرقون بین ماجاء فی القرآن وماجاء فی السنة وحافظوا علی الکتاب العزیز والسنة الشریفة وابوا ان یکونوا ذلک الرجل الذی ینطبق علیه قوله ﷺ: یوشک الرجل متکئا علی اریکته یحدث بحدیث من حدیثی فیقول: بیننا وبینکم کتاب الله عز وجل فما وجدنا فیه من حلال استحللناه وما وجدنا فیه من حرام حرمناه الاوان ماحرم رسول الله مثل ماحرم الله الخ" (السنۃ حجیتہا ومکانتہا فی الاسلام ص۲۲) ـــــ ۲۱۳۔ نفس مصدر ص۲۲۳۔ ۲۱۴۔ نفس مصدر ص۲۵۔ ۲۱۵- Criticism of Hadith Among Muslims With Reference to Sunan Ibn Majah, P10, London, 1986. ۲۱۶۔ السنۃ ومکانتہا فی التشریع لعباس متولی حمادہ ص۵۳ ـــــ ۲۱۷۔ النجم: ۳، ۴ ـــــ ۲۱۸۔ النساء: ۸۰ ـــــ ۲۱۹۔ الحشر: ۷ ـــــ ۲۲۰۔ النساء: ۵۰ تا ۱۵۲ ـــــ ۲۲۱۔ النساء: ۶۱ ـــــ ۲۲۲۔ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج۴ ص۳۲۸، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج۳ ص۳۷۴، سنن ابن ماجہ ج۱ ص۶، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۳۳۲، سنن الدارقطنی ج۴ ص۲۸۷، الشریعۃ للاجری ص۵۶، الکفایہ للخطیب ص۸، الدارمی المقدمہ ج۱ ص۱۴۴، مسند احمد ج۴ ص۱۳۰۔۱۳۲، تفسیر القرطبی ج۱ ص۳۷۔۳۸، جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۱۹۰ ـــــ ۲۲۳۔ نفس مصادر ـــــ ۲۲۴۔ الموطا للامام مالک کتاب القدر نمبر ۵۶۰، المستدرک للحاکم ج۱ ص۹۳ (بسند حسن)، سنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۱۱۴، جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۲۴ ـــــ ۲۲۵۔ مراسیل ابی داؤد، الدارمی ج۱ ص۱۴۵، الکفایۃ للخطیب ص۱۲، فتح الباری ج۱۳ ص۲۹۱ ـــــ ۲۲۶۔ جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۱۲۳، المغنی لابن قدامہ ج۶ ص۱۶۵، سنن سعید بن منصور ج۳/۱ ص۱ ـــــ ۲۲۷۔ البقرہ۔۱۷۴ ـــــ ۲۲۸۔ البقرہ۔۱۵۹، صحیح البخاری مع فتح الباری ج۱ ص۲۱۳، صحیح المسلم کتاب الفضائل ج۴ ـــــ ۲۲۹۔ جامع بیان العلم لابن عبدالبر ج۲ ص۱۰۵ ـــــ ۲۳۰۔ صحیح البخاری مع فتح الباری ج۸ ص۶۳۰، صحیح مسلم کتاب اللباس والزینہ ج۳ ص۳۳۶، سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ ج۲ ص۲۷۴، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج۴ ص۱۶، سنن ابن ماجہ کتاب النکاح ج۱ ص۶۴۰، الکفایہ للخطیب ص۱۲، جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر ج۲ ـــــ ۲۳۱۔ سنن النسائی مع التعلیقات السلفیہ ج۲ ص۳۲۶ ـــــ ۲۳۲۔ نفس مصدر ـــــ ۲۳۳۔ جامع بیان العلم وفضلہ ج۲ ص۱۸۹ ـــــ ۲۳۴۔ الکفایۃ الخطیب ص۱۲ ـــــ ۲۳۵۔ الرسالۃ للامام الشافعی ص۷۸ ـــــ ۲۳۶۔ الکفایۃ للخطیب ص۸ ـــــ ۲۳۷۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ ص۲۱۲ ـــــ ۲۳۸۔ مصفی ج۱ ص۴ ـــــ ۲۳۹۔ کمافی فضائل الحدیث مولفہ عبدالسلام بستوی ص۲۵ طبع دہلی ـــــ ۲۴۰۔ حجیت حدیث للشیخ الالبانی ص۱۷ مترجم عبدالوہاب حجازی (بتصرف یسیر) وکذا فی سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ الالبانی ج۲ ص۲۸۶ ـــــ ۲۴۱۔ النساء ۶۴۰ ـــــ ۲۴۲۔ الحشر۔ ۷ ـــــ ۲۴۳۔ النور۔ ۶۳ ـــــ ۲۴۴۔ الاحزاب ۳۶ ـــــ ۲۴۵۔ الرسالۃ للامام الشافعی ص۷۳۔۷۵ ملخصا ـــــ ۲۴۶۔ البقرہ۔۱۲۹ ـــــ ۲۴۷۔ نفس مصدر ص۷۶۔۷۸ ملخصا ـــــ ۲۴۸۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط ـــــ ۲۴۹۔ مجمع الزوائد منبع الفوائد للہیثمی ج۱ ص۱۴۸ ـــــ ۲۵۰۔ کتاب المناقب لابن الجوزی ص۱۸۲ ـــــ ۲۵۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ص۸۹ ـــــ ۲۵۲۔ الشوریٰ: ۱۰ ـــــ ۲۵۳۔ نفس مصدر ص۸۹ ـــــ ۲۵۴۔ نفس مصدر ص۹۱ ـــــ ۲۵۵۔ شرح عقیدہ طحاویہ ص۲۱۷ طبع چہارم ـــــ ۲۵۶۔ تحقیق الکفر والایمان لمرتضیٰ حسن ص۱۵ طبع قاسمی دیوبند

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ